معانقہ عید

Marfat.com

Bostan-e-Aloom
Mujahid Abed Kadhala

معانقۂ عید

از:
اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

اسلامک بُک سروس
۴۰۔اے۔ اُردو بازار۔ لاہور

Marfat.com

1996ء
عامر محی الدین نے
زاہد بشیر پرنٹرز سے چھپوا کر
اسلامک بک سروس 40اے
اردو بازار لاہور سے شائع کی۔
قیمت : -/15 روپے

Marfat.com

فہرستِ کتاب

شمار فوائد	مضمون	حوالہ
۱	اشارات	ص ۶
۲	تعارفِ مصنف	" ۷
۳	خطبۂ کتاب	" ۱۰
۴	دونوں فتووں کا سببِ تحریر	" ۱۱
۵	معانقہ کا جواز، اور اس کے شرائط	" ۱۲
۶	معانقہ آمد سفر سے خاص نہیں	" ۱۶
۷	جہاں معانقہ سے ممانعت ہے وہاں معانقہ بروجہ شہوت مراد ہے	" ۱۶
۸	سولہ احادیث سے بے آمد سفر بھی جوازِ معانقہ کا ثبوت	" ۱۸ تا ۲۵
۹	امام حسن کی محبوبیتِ رسول	حدیث ۱
۱۰	حسنین سے سرکار کی محبت	حدیث ۲، ۴، ۵
۱۱	حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے عالم حکمت ہونے کی دعا	حدیث ۳
۱۲	عدلِ رسالت ـــــ حضرت اسید کی محبتِ رسول	حدیث ۶
۱۳	حضرت ابوذر پر سرکار کا کرم	حدیث ۷
۱۴	حضرت علی کی محبوبیتِ رسول اور ان کا مقام	حدیث ۸
۱۵	حضرت ابوبکر کی عظمت ومقبولیت	حدیث ۹ تا ۱۱
۱۶	حضرت ابوبکر کی افضلیت	حدیث ۱۰
۱۷	صدیقِ اکبر کا عشقِ رسول اور ان کی افضلیت	حدیث ۱۲
۱۸	حضرت عثمان کی مقبولیتِ رسول	حدیث ۱۳، ۱۴، ۱۵

Marfat.com

۱۹	حضرت بتول زہرا کی مقبولیت رسول	حدیث ۱۶
۲۰	مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک قرآن خوانی، فاتحہ خوانی، مصافحہ بعدِ فجر و عصر اور معانقۂ عید بدعتِ حسنہ ہے	ص ۲۵
۲۱	معانقۂ عید سے متعلق مولانا عبدالحی فرنگی محلی کا فتویٰ	" ۲۷
۲۲	مصافحہ و معانقہ کے بارے میں عباراتِ ردالمحتار و مرقات،	" ۲۸
	ہر سن رسیدہ مسلمان قابلِ ادب ہے، اہلِ علم اور سادات کرام اور زیادہ ادب و احترام کے مستحق ہیں۔	" ۳۲
۲۴	فتاویٰ مولانا عبدالحی میں وہابیت کی بیخ کن عبارتیں	التماس دوم
۲۵	(۱) بہت سی بدعات جائز ہیں	ص ۳۳
۲۶	(۲) خطبۃ الوداع بدعت ہونے کے باوجود جائز و ثواب ہے	" ۳۳
۲۷	(۳) وجودیہ و شہودیہ حضرات کو بدعتی کہنے والا جاہل و ناواقف اور قابلِ ملامت ہے۔	" ۳۴
۲۸	(۴) شغلِ برزخ شرک و گمراہی نہیں	" ۳۴
۲۹	(۵) تراویح کے ختمِ قرآن میں تین بار سورۂ اخلاص پڑھنا مستحسن ہے	" ۳۴
۳۰	(۶) میت کی پیشانی پر بسم اللہ لکھنا مستحسن ہے	" ۳۴
۳۱	(۷) مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور جدہ میں مجالس میلاد کا انعقاد اور ان میں سورۂ والضحیٰ سے ختمِ قرآن تک ہر سورہ پر تکبیر ——— مولانا فرنگی محلی نے ایسی مجالس میں خود شرکت کی اور انھیں متبرک بتایا۔	ص ۳۵
۳۲	خلافِ اولیٰ مکروہ نہیں۔ جائز و مباح ہے	" ۳۵
۳۳	ثبوتِ کراہت کے لئے دلیلِ خاص ضروری ہے خواہ کراہت تنزیہی ہو۔	" ۳۶
۳۴	احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ معانقہ ابتدائے ملاقات سے	

Marfat.com

	خاص نہیں۔	ص ۳۸
۳۵	بد مذہبوں سے مشابہت صرف تین صورتوں میں ممنوع ہے	۳۸
۳۶	قرونِ سابقہ میں نہ ہونا ممانعت کی دلیل نہیں	۳۸
۳۷	بدعت کی پانچ قسمیں ہیں —— حرام، واجب، مندوب، مکروہ، مباح۔	۳۹
۳۸	جو بدعت، کتاب و سنت کے خلاف نہ ہو وہ مذموم نہیں	۳۹
۳۹	مصحف (قرآن) میں سورتوں کے نام، آیتوں کی تعداد لکھنا بدعت ہے مگر بدعتِ حسنہ۔	۴۰
۴۰	مندوبیت کی نفی سے مکروہ ہونا ثابت نہیں ہوتا (تنزیہی بھی نہیں)	۴۰
۴۱	عبارات فقہاء سے مصافحہ بعدِ فجر و عصر بلکہ مصافحہ بعد ہر نماز کا جائز بلکہ سنت ہونا ثابت ہوتا ہے۔	۴۱
۴۲	دو مسلمان باہم مصافحہ کریں تو ہاتھوں کی تحریک کے ساتھ اُن کے گناہ جھڑتے ہیں۔	۴۵
۴۳	ان کی مغفرت ہوتی ہے، ان پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں، ننانوے اُس کے لئے جو سبقت کرے۔	۴۵
۴۴	اصح یہی ہے کہ مصافحہ بعدِ نماز جائز ہے	۴۰
۴۵	تصحیح و فتویٰ میں اختلاف ہو تو اطلاقِ متون کو ترجیح ہو گی۔	۴۸
۴۶	فقہاء نے جسے راجح و صحیح قرار دیا ہمیں اُسی کی پیروی کرنی ہے۔	۴۸
۴۷	قولِ مرجوح پر فتویٰ دینا جہالت اور مخالفتِ اجماع ہے۔	۴۸
۴۸	اہلِ باطل کا شعار اُسی وقت تک قابل احتراز ہے جب تک ان کا شعار رہے، اگر اُن سے رواج اٹھ گیا اور وہ امر فی نفسہٖ	

Marfat.com

	شرعًا جائز ہے تو اب اُس سے ممانعت نہیں۔	ص ۴۹
۴۹	مسلمان مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے تو اپنا ہاتھ کھینچنا نہیں چاہیئے۔	" ۵۱
۵۰	مسلمان کی خاطرداری رعایتِ ادب پر مقدم ہے۔	" ۵۱
۵۱	مسلمانوں کے عادات و رسوم کی موافقت ہی کرنی چاہیے بشرطیکہ شرع سے صریح اور ناقابلِ تاویل ممانعت نہ ہو۔	" ۵۲
۵۲	بدعتِ مذمومہ کا ارتکاب ترکِ سنت سے بُرا ہے۔	" ۵۴
۵۳	بدعتِ مباحہ سے بچنا مطلوب نہیں لہذا اگر کسی ایسی بدعت کی بجا آوری میں کسی سنت پر بھی عمل ہوتا ہے تو کرے۔	" ۵۴
۵۴	وِشاح الجید کے حصۂ اخیر (عیدِ ثانی) کی تلخیص۔	" ۵۶
۵۵	مراجع	" ۶۱

اشارات

(۱) اصل کتاب دو فتووں پر مشتمل ہے جو ص ۱۰ سے ص ۵۵ تک ہیں —— فہرست، تعارف مصنف، تلخیص عیدِ ثانی، اور مراجع کا بعد میں تحشیہ کے وقت اضافہ کیا گیا ہے۔

(۲) عربی عبارتوں کا ترجمہ محشی نے بڑھایا ہے مگر احادیث کا ترجمہ خود مصنف قدس سرہٗ کا ہے اسی طرح التماس مشتمل کی دو عبارتوں (عبارتِ مرقات و عبارتِ احیاء العلوم) کا ترجمہ حضرتِ مصنف کا ہے۔

(۳) محشی کے ترجمہ کے ساتھ امتیاز کے لیے (م) بنا دی گئی ہے۔

محمد احمد مصباحی بھیروی

۱۴ شعبان ۱۳۹۹ھ

مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۷۹ء سہ شنبہ

Marfat.com

تعارفِ مُصنّف

امامِ احمد رضا ـ بریلی کا وہ فرزندِ نجیب، جس کا پورا خاندان شمیمِ علم و فن سے معطر ہے ــــ جس کے والد امام المتکلمین[1] ــــ جدِ امجد ولیِ باکرامت اور صاحبِ علم و فتویٰ[2] ــــ خلفِ اکبر حجۃ الاسلام[3] ــــ خلفِ اصغر مفتیِ اعظم[4] ــــ نبیرۂ گرامی مفسرِ اعظم[5] ــــ ع این خانہ ہمہ آفتاب است۔

جس نے ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروزِ شنبہ فرشِ گیتی کو رونق بخشی، جس کا عہدِ طفلی عہدِ شباب کا آئینہ دار ــــ اور

بالائے سرش زہوش مندی   می تافت ستارۂ بلندی

کا مصداق ــــ جس کا زمانۂ طالب علمی اور طرزِ تعلّم ممتاز و منفرد، کہ آٹھ برس کی عمر میں ہدایۃ النحو پڑھی اور عربی میں اس کا حاشیہ لکھ ڈالا، اور حاشیہ بھی ایسا کہ بڑوں کو حیرت ہو ــــ دس برس کی عمر میں مُسلّم الثبوت پر اپنے والد و استاذِ گرامی کے تحریر کردہ اعتراض و جواب پر مقامِ اعتراض کی ایسی تشریح لکھ دی کہ اعتراض واقع ہی نہیں ہو سکتا تھا اور اپنے وقت کا عظیم و جلیل استاذ اسے دیکھ کر پکار اٹھا "احمد رضا تم مجھ سے پڑھتے نہیں ہو، پڑھاتے ہو!"

جو ۱۳ برس ۱۰ ماہ کی عمر میں دستارِ فضیلت سے سرفراز ہو کر افتا کی ذمہ داریاں سنبھالتا ہے تو اکابر کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں ــــ جو مفتی ارشاد حسین صاحب

---

[1] حضرت مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ ۱۲۴۶ھ/۱۲۹۷ھ [2] حضرت مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ ۱۲۲۴ھ/۱۲۸۶ھ [3] حضرت مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ ۱۲۹۲ھ/۱۳۶۲ھ [4] مفتیِ اعظم حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں ۱۳۱۰ھ/۱۴۰۲ھ [5] حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا عرف جیلانی میاں ابن حجۃ الاسلام علیہما الرحمہ ۱۳۲۵ھ/۱۳۸۵ھ

Marfat.com

رامپوری[1] علیہ الرحمہ جیسے عظیم و کہنہ مشق مفتی کا فتویٰ خلافِ حقیقت ہونے پر "لَیْسَ بِصَوَابٍ"[2] کا فیصلہ صادر کرتا ہے اور ایسا تحقیقی جواب سپردِ قلم فرماتا ہے کہ موصوف اور والیٔ ریاست رام پور کے ساتھ وہاں کے تمام علماء اس کے قلم کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں ——— اسی ابتدائی زمانہ میں جس کا اشہبِ قلم بدمذہبوں کی شرانگیزیوں کے خلاف یوں رجز خوانی کرتے ہوئے یلغار کرتا رہا ہے

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار برق بار   اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

جسے ۱۲۹۴ھ میں سید شاہ آلِ رسول مارہروی[3] علیہ الرحمہ کی طرف سے بیعت و خلافت کے ساتھ یہ تمغۂ امتیاز بھی عطا ہوتا ہے کہ "اگر خدا مجھ سے پوچھے گا کہ آلِ رسول تو میرے لئے کیا لایا؟ تو میں احمد رضا کو پیش کروں گا" ——— ۱۲۹۴ھ میں بمقام مکہ مکرمہ بعد نمازِ مغرب جس کی تقدس آثار پیشانی پر امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح کی آنکھیں جم جاتی ہیں، وہ پکار اٹھتے ہیں "اِنِّی لَاَجِدُ نُوْرَاللّٰہِ فِیْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ" میں اس پیشانی سے اللہ کا نور چمکتا پا رہا ہوں ——— علامہ موصوف ہی نہیں بلکہ حرمین کے اعاظم و اکابر اس کی بیش بہا دانش کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان نظر آتے ہیں ——— جس کی زندگی یکم محرم الحرام ۱۳۰۱ھ جمعرات کو چودھویں صدی کا ہلال طلوع ہوتے ہی شانِ مجددیت اختیار کرتی ہے، اور اس کا حقیقت نگار قلم جملہ علوم اصلیہ و فرعیہ پر رواں ہوتا ہے ——— جس کے تحقیق و تدقیق کے چشمے پھوٹتے ہیں ——— اہلِ باطل کی بھرپور سرکوبی ہوتی ہے ——— اور وہ ملتِ بیضا کی حفاظت و صیانت کا ایسا عظیم کارنامہ انجام دیتا ہے کہ دنیائے حقیقت شناس پکار اٹھتی ہے "اِنَّہٗ وَحِیْدُ الْعَصْرِ بِلَا مُنَازِعٍ وَمُجَدِّدُ ھٰذَا الْقَرْنِ بِلَا ارْتِیَابٍ"[4]۔

جو ۱۳۲۳ھ میں حجازِ مقدس کی حاضری سے شرف یاب ہو کر "الدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃُ بِالْمَادَّۃِ الْغَیْبِیَّۃِ" اور "کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِمِ فِیْ اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِمِ"

---

[1] ولادت ۱۲۴۸ھ وفات ۱۳۱۰ھ [2] یہ فتویٰ صحیح نہیں۔ [3] ولادت ۱۲۰۹ھ وفات ۱۲۹۶ھ [4] یقیناً یہ بلا اختلاف یکتائے روزگار اور بلاشبہ اس صدی کے مجدد ہیں۔

Marfat.com

جیسی کتابیں تصنیف کر کے ایوانِ شاہی اور اکابرِ علم وفن سے خراجِ تحسین وصول کرتا ہے۔
جس کی زندگی عشقِ رسول سے سرشار ——— جس کے اشعار حبِّ رسول کے آئینہ دار
——— جس کی تصانیف سلاطینِ علوم وفنون کا مرجع ——— جس کی تحقیق مخالف
کے لئے مشکت اور موافق کے لئے سکون بخش ——— جس کا فیضانِ علم پوری صدی کو محیط
——— اور انشاء اللہ اگلی صدیوں تک جاری ——— جو بلاشبہ امامِ اہلِ حق
اور مجددِ برحق ہے ——— وہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء جمعہ کو اپنے معبودِ حقیقی سے
جا ملا مگر آج بھی اس سچے نائبِ رسول کے لمحاتِ زندگی اور رشحاتِ قلم زمانے کے لئے
مشعلِ راہ اور سامانِ ہدایت وبصیرت ہیں ———

فنا کے بعد بھی زندہ ہے شانِ رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیرِ کارواں تجھ پر

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وِشَاحُ الجِیْدِ فِی تَحْلِیْلِ مُعَانَقَۃِ العِیْدِ

گلے کا ہار　　　　معانقۂ عید کے جواز میں

١٣١٢ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عِیْدُ رَحْمَتِہٖ وَسِعَ کُلَّ قَرِیْبٍ وَّبَعِیْدٍ ٭ وَجَعَلَ اَعْیَادَ الْمُؤْمِنِیْنَ مُعَانِقَۃً بِصَفْوِالْوَعْدِ وَعَفْوِالْوَعِیْدِ ٭ وَاَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ السَّلَامِ عَلٰی مَنْ تَعَانَقَ عِیْدُ جَمَالِہٖ بِعِیْدِ نَوَالِہٖ، فَوَجْھُہٗ عِیْدٌ ٭ وَیَدُہٗ عِیْدٌ ٭ یَسْعَدُ بِھِمَا کُلُّ سَعِیْدٍ ٭ وَعَلٰی حِزْبَیِ الْاٰلِ وَالْاَصْحَابِ الَّذَیْنِ ھُمَا الْعِیْدَانِ، لِاَیَّامِ الْاِیْمَانِ ٭ وَعَلٰی کُلِّ مَنْ عَانَقَ جِیْدَہٗ وِشَاحَ الشَّھَادَتَیْنِ بِجُمَانِ الْاِیْقَانِ ٭ مَاتَعَانَقَ الْمَلَوَانِ، وَتَوَارَدَ الْعِیْدَانِ، ھَنَّاَھُمُ اللّٰہُ بِاَعْیَادِ الْاِسْلَامِ، وَعِیْدِ الرُّؤْیَۃِ فِیْ دَارِالسَّلَامِ، وَلَدَیْہِ مَزِیْدٌ، وَاِنَّہٗ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ، [1]

[1] تمام تعریف اللہ کے لئے، جس کی عیدِ رحمت ہر دور ونزدیک کو محیط ہے۔ اور جس نے اہلِ ایمان کی عیدوں کو صفائیِ وعدہ اور معافیِ وعید سے بغل گیر کیا۔ اور بہتر درود اور کامل ترین سلام ہو ان پر جن کی عیدِ جمال (ان کی) عیدِ جود ونوال سے ہم آغوش ہے۔ جن کا چہرۂ زیبا بھی عید ہے اور دستِ عطا بھی عید۔ ہر خوش نصیب ان دونوں سے فیروز مند ہے۔ اور ان کی آل واصحاب دونوں جماعتوں پر جو ایامِ ایمان کی دو عیدیں ہیں۔ اور ہر اس شخص پر جس کی گردن گوہرِ یقین سے آراستہ قلادۂ شہادتین سے ہم کنار ہے۔ (یہ درود وسلام ہوں) جب تک روز وشب باہم بغل گیر اور دونوں عیدیں یکے بعد دیگرے ورود پذیر رہیں ــــ اللہ انھیں عید ہائے اسلام، اور جنت میں عیدِ دیدار کی مبارکباد سے نوازے۔ اور اس کے یہاں اس سے زیادہ ہے۔ یقیناً وہی پہلی بار بنانے والا ہے اور دوسری بار بھی۔

Marfat.com

دونوں فتووں کا سببِ تحریر

اَمّا بَعْدُ چند سال ہوئے کہ روزِ عید الفطر بعض تلامذۂ مولوی گنگوہی نے بعض اہلِ سنّت پر دربارۂ معانقہ طعن و انکار کیا کہ:

"شرع میں معانقہ صرف قادمِ سفر[1] کے لئے وارد ہوا۔ بے سفر بدعت و ناروا۔ میں نے اپنے اساتذہ سے یوں ہی سنا" ان سنّیوں نے اس باب میں فقیر حقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی سنی حنفی قادری برکاتی بریلوی غفر اللہ لہ وحقق املہ سے سوال کیا۔ فقیر نے ایک مختصر فتویٰ لکھ دیا کہ احادیث میں معانقہ، سفر و بے سفر دونوں کا اثبات اور تخصیصِ سفر تراشیدۂ حضرات،[2] بحمد اللہ اس تحریر کا یہ نفع ہوا کہ اُن صاحب نے اپنے دعوے سے انکار کر دیا کہ:

"نہ میں اس تخصیص کا مدعی تھا نہ اپنے اساتذہ سے نقل کیا"۔ خیر یہ بھی ایک طریقۂ توبہ و رجوع ہے اور الزامِ کذب بھی زائل و مدفوع ہے کہ جب اپنے معبود کا کذب ممکن جانیں کیا عجب کہ اپنے واسطے فرض و واجب مانیں۔[3]

---

[1] قادمِ سفر۔ سفر سے آنے والا (م)

[2] یعنی میں نے اپنے فتوے میں لکھا کہ سفر سے آنے کی حالت اور اس کے علاوہ احوال میں بھی احادیث سے معانقہ کا جائز ہونا ثابت ہے۔ اور معانقہ کا جواز محض آمدِ سفر ہی کی حالت سے خاص کرنا اِن حضرات کی اپنی گڑھی ہوئی بات ہے۔ حدیث و فقہ سے اس پر کوئی معتبر دلیل ہرگز نہیں۔ (م)

[3] جب انھوں نے اپنے دعوے سے انکار کر دیا تو اتنا ظاہر ہو گیا کہ وہ اپنے پہلے قول پر نہ رہے اور جوازِ معانقہ بلا تخصیص تسلیم کر لیا ___ البتہ ان پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ انھوں نے دروغ گوئی سے کام لیا کہ پہلے ایک بات کہی پھر کہنے کا انکار کر ڈالا ___ مگر دیوبندی حضرات جب اپنے معبود کے لئے جھوٹ بولنا ممکن مانتے ہیں، تو خود ان پر جھوٹ بولنے کا الزام کیا عائد کیا جا سکتا ہے۔ بعید نہیں کہ وہ اسے اپنے لئے فرض و واجب مانتے ہوں ___ استاذِ محترم حافظِ ملت مولانا عبد العزیز صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ (۱۳۱۲ھ/۱۳۹۶ھ) فرمایا کرتے تھے کہ

Marfat.com

اب اس عیدِ اضحیٰ ۱۳۱۱ھ میں بعض علماءِ شہر کے ایک شاگرد بعض اہلِ سنّت سے پھر اُلجھے، انھوں نے پھر وہی فتوائے فقیر پیش کیا۔ خیالات کے پکّے تھے، ہرگز نہ سلجھے، انھوں نے ان کے استاذ کو فتویٰ دکھایا، تصدیق نہ فرمائیں تو جواب چاہا، مدت تک انکار پھر بعد اصرار وعدہ و اقرار، بالآخر مجموعۂ فتاوائے مولوی عبدالحی صاحب صفحہ ۵۳۹ جلد اول پر نشانی رکھ کر ارسال فرمایا اور بعض عبارات ردالمحتار و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف سے حاشیہ چڑھایا۔ سائل مُصِر ہوئے کہ "جواب ضرور ہے آخر تحقیقِ حق منظور ہے" فقیر نے چند ورق لکھ کر بھیج دیئے، اور رسالہ میں فتوائے سابقہ کے ساتھ جمع کیے، کہ ناظرین دیکھیں نفع پائیں، فقیر کو دعائے خیر سے یاد فرمائیں —— وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَھِدَایَۃُ الطَّرِیْقِ۔

اس رسالہ کا بہ لحاظ فتوائے سابق و تحریرِ لاحق و وعید پر انقسام، اور بہ نظر تاریخ کہ بستم محرم ۱۳۱۲ھ کو لکھا گیا "وشاح الجید فی تحلیل معانقۃ العید" نام لہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلِیِّ الْاِنْعَامِ۔ لہ

علمائے دیوبند اور ان کے متّبعین کا عقیدہ ہے کہ "خدا جھوٹ بول سکتا ہے، مگر بولتا نہیں" اگر خود ان کا بھی یہی حال ہو کہ "وہ جھوٹ بول سکتے ہیں مگر بولتے نہیں" تو ان کے عقیدے کی رُو سے شرک اور خدا کے ساتھ اس وصف میں برابری لازم آجائے گی۔ اس لیئے ان کے اپنے عقیدہ و قاعدہ پر "فرض اور ضروری ہے کہ وہ جھوٹ بولیں"! اگر "جھوٹ بول سکتے ہیں، مگر بولتے نہیں" کی منزل میں رہ گئے تو مشرک ٹھہریں گے۔ (م)

لہ معانقہ کی تائے مدوّرہ حسب قاعدہ "ہ" مانی گئی ہے۔ اس لیے اس کا عدد ۴۰۰ نہیں بلکہ ۵ ہوگا —— اور پورے نام کا عدد ۱۷۰۷ نہیں بلکہ ۱۳۱۲ ہوگا۔ (م)

لہ اور تمام تعریف اللہ کے لئے جو احسان کا مالک ہے۔ (م)

Marfat.com

عیدِ اوّل میں فتوائے اوّل

بسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ معانقہ بے حالتِ سفر بھی جائز ہے یا نہیں، اور یہ کہ جو اسے قدومِ مسافر کے ساتھ خاص اور اس کے غیر میں ناجائز بتاتا ہے قول اس کا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب

کپڑوں کے اوپر سے معانقہ بطورِ برّ و کرامت و اظہارِ محبت، بے فسادِ نیت و موادِ شہوت، بالاجماع جائز، جس کے جواز پر احادیثِ کثیرہ و روایاتِ شہیرہ ناطق، اور تخصیصِ سفر کا دعویٰ محض بے دلیل، احادیثِ نبویہ و تصریحاتِ فقہیہ اس بارے میں بر وجہِ اطلاق وارد اور قاعدۂ شرعیہ ہے کہ مطلق کو اپنے اِطلاق پر رکھنا واجب اور بے مُدرکِ شرعی تقیید و تخصیص مردود و باطل ―― ورنہ نصوصِ شرعیہ سے امان اٹھ جائے کما لا یخفٰی [1]

---

[1] اِن ہی سطور میں اعلیٰ حضرت نے پورے فتوے کا ماحصل اور تمام اعتراضات کا جواب ذکر کر دیا، اِن جامع سطور کی قدرے تشریح درجِ ذیل ہے:

جوازِ معانقہ کی مندرجہ ذیل شرطیں ہیں۔

(۱) معانقہ کپڑوں کے اوپر سے ہو۔

(۲) نیکی، اعزاز، اور اظہارِ محبت کے طور پر ہو۔

(۳) خرابیِ نیت اور شہوت کا کوئی دخل نہ ہو۔ (بقیہ حاشیہ ۱۴ پر)

Marfat.com

ابن ابی الدنیا کتاب الاخوان اور دیلمی مسند الفردوس اور ابو جعفر عقیلی[له] حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی واللفظ للعقیلی

اِنَّہٗ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُعَانَقَۃِ فَقَالَ تَحِیَّۃُ الْاُمَمِ وَصَالِحُ وُدِّھِمْ وَاِنَّ اَوَّلَ مَنْ عَانَقَ خَلِیْلُ اللّٰہِ اِبْرَاھِیْمُ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معانقہ کو پوچھا۔ فرمایا تحیت ہے امتوں کی اور ان کی اچھی دوستی اور بے شک پہلے معانقہ کرنے والے ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔

علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

مذکورہ بالا شرطوں کے ساتھ معانقہ سفر، غیر سفر، ہر حال میں جائز ہے۔

دلیل:۔ اس کا ماخذوہ روایات واحادیث ہیں جن میں قیدِ سفر کے بغیر معانقہ کا ثبوت ہے جو لوگ صرف آمدِ سفر کے بعد معانقہ جائز بتاتے ہیں ان کا جواب یہ ہے:

(۱) ان تمام احادیث وروایات میں مطلق طور پر جوازِ معانقہ کا ثبوت ہے۔ یہ کسی حدیث میں نہیں کہ بس سفر سے آنے کے بعد معانقہ جائز ہے، باقی حالات میں ناجائز ــــ بلکہ بعض احادیث سے صراحۃً آمدِ سفر کے علاوہ حالات میں بھی معانقہ کا ثبوت فراہم ہوتا ہے ــــ

(۲) شریعت کا قاعدہ ہے کہ جو حکم مطلق اور کسی قید کے بغیر ہو، اُسے مطلق ہی رکھنا واجب و ضروری ہے۔

(۳) معانقہ کے بارے میں جب یہ حکم مطلق اور قیدِ سفر کے بغیر ہے تو اسے مطلق رکھتے ہوئے سفر، غیر سفر ہر حال میں معانقہ جائز ہوگا۔

(۴) ہاں اگر کسی حکم میں خود شریعت کی جانب سے تخصیص اور تقیید کا ثبوت ہو تو اس حکم کو

له حاشیہ بر ص ۱۵

Marfat.com

خانیہ میں ہے:

اِنْ کَانَتِ الْمُعَانَقَۃُ مِنْ فَوْقِ قَمِیْصٍ اَوْ جُبَّۃٍ جَازَ عِنْدَ الْکُلِّ اھ مُلَخَّصًا۔

اگر معانقہ کُرتے یا جُبّے کے اوپر سے ہو تو سب کے نزدیک جائز ہے۔ (م)

مجمع الانہر میں ہے:

اِذَا کَانَ عَلَیْھِمَا قَمِیْصٌ اَوْ جُبَّۃٌ جَازَ بِالْاِجْمَاعِ۔ اھ۔ مُلَخَّصًا

اگر معانقہ کرنے والے دونوں مردوں پر کرتا یا جبہ ہو تو یہ معانقہ بالاجماع جائز ہے (م)

ہدایہ میں ہے:

قَالُوا الْخِلَافُ فِی الْمُعَانَقَۃِ فِیْ اِزَارٍ وَّاحِدٍ وَ اَمَّا اِذَا کَانَ عَلَیْہِ قَمِیْصٌ اَوْ جُبَّۃٌ فَلَا بَاْسَ بِھَا بِالْاِجْمَاعِ وَھُوَ الصَّحِیْحُ۔

طرفین (امام اعظم و امام محمد) اور امام ابو یوسف میں اختلاف ایک تہمد کے اندر معانقہ کے بارے میں ہے لیکن جب معانقہ کرنے والا کرتا یا جبہ پہنے ہو تو بالاجماع اس میں کوئی حرج نہیں اور یہی صحیح ہے۔ (م)

درمختار میں ہے:

لَوْ کَانَ عَلَیْہِ قَمِیْصٌ اَوْ جُبَّۃٌ جَازَ بِلَا کَرَاھَۃٍ بِالْاِجْمَاعِ وَ

مخصوص اور مقید نہ رہا جائے گا ۔۔۔ مگر معانقہ کے بارے میں ہواُن شرائط کے جو ابتدا میں ذکر کی گئیں، آمدِ سفر وغیرہ کی کوئی قید نہیں۔

(۵) لہٰذا جوازِ معانقہ کے بارے میں بے دلیلِ شرعی آمدِ سفر کی قید لگانی محض باطل اور نامقبول ہے

(حاشیہ متعلقہ ۱۴)

لہ یہاں سے دلائل کی تفصیل فرمائی۔ سب سے پہلے ایک حدیث ذکر کی جس سے معانقہ کی تاریخ آغاز معلوم ہوتی ہے۔ پھر فقہ حنفی کے مستند مآخذ سے وہ نصوص تحریر فرمائے جن کا حاصل ابتداءً رقم فرما چکے۔

Marfat.com

صَحَّحَهٗ فِی الْهِدَایَةِ وَعَلَیْهِ الْمُتُوْنُ۔

اگر اس کے جسم پر کرتا یا جُبّہ ہو تو بلا کراہت بالاجماع جائز ہے، ہدایہ میں اسی کو صحیح قرار دیا۔ متونِ فقہ میں یہی ہے۔ (م)

شرح نقایہ میں ہے:

عِنَاقُهٗ اِذَا کَانَ مَعَهٗ قَمِیْصٌ اَوْجُبَّةٌ اَوْغَیْرُهٗ لَمْ یُکْرَهْ بِالْاِجْمَاعِ وَهُوَالصَّحِیْحُ۔ اھ۔ مُلَخَّصًا۔

اس کا معانقہ جب اس طرح ہو کہ کرتا یا جبّہ یا اور کچھ حائل ہو تو بالاجماع مکروہ نہیں ـــــ اور یہی صحیح ہے۔ (م)

اسی طرح امام نسفی نے کافی پھر علامہ اسمٰعیل نابلسی نے حاشیۂ درر مولیٰ خسرو وغیرہا میں جزم کیا۔ اور یہی وقایہ و نقایہ وکنز واصلاح وغیرہا متون کا مفاد۔ اور شروحِ ہدایہ و حواشی درمختار وغیرہا میں مقرر۔ ان سب میں کلام مطلق ہے کہیں تخصیص سفر کی بو نہیں۔

اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

"اما معانقہ اگر خوف فتنہ نباشد مشروع ست خصوصًا نزد قدوم از سفر"

معانقہ میں اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو جائز و مشروع ہے خصوصًا جب سفر سے آ رہا ہو۔ (م)

یہ "خصوصًا" بطلانِ تخصیص پر نصِ صریح ـــــ رہیں احادیث نہی ان میں زید کے لئے حجت نہیں کہ ان سے اگر ثابت ہے تو نہیِ مطلق۔ پھر اطلاق پر رکھئے تو حالتِ سفر بھی گئی۔ حالانکہ اس میں زید بھی ہم سے موافق ـــــ اور توفیق پر چلئے تو علماء فرماتے ہیں وہاں معانقہ بروجہِ شہوت مُراد۔ اور ہر ظاہر کہ ایسی صورت میں تو بحالتِ سفر بھی بلکہ مصافحہ بھی ممنوع، تا بمعانقہ چہ رسد۔ [1]

---

[1] یہ اُن احادیث سے استدلال کا جواب ہے جن میں معانقہ سے ممانعت آئی ہے۔ توضیح جواب یہ ہے کہ

Marfat.com

امام فخر الدین زیلعی تبیین الحقائق اور اکمل الدین بابرتی عنایہ اور شمس الدین قہستانی جامع الرموز اور آفندی شیخی زادہ شرح ملتقی الابحر اور شیخ محقق دہلوی شرح مشکوٰۃ اور امام حافظ الدین شرح وافی اور سیدی امین الدین آفندی حاشیہ شرح تنویر اور مولٰی عبدالغنی نابلسی شرح طریقہ محمدیہ میں اور ان کے سوا اور علماء ارشاد فرماتے ہیں:

وَھٰذَا لفظ الْاَکْمَلِ — قَالَ وَفَّقَ الشَّیْخُ اَبُوْمَنْصُوْرٍ (یعنی الْمَاتُرِیْدِیَّ اِمَامُ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَسَیِّدُ الْحَنَفِیَّۃِ) بَیْنَ الْاَحَادِیْثِ فَقَالَ الْمَکْرُوْہُ مِنَ الْمُعَانَقَۃِ مَا کَانَ عَلٰی وَجْہِ الشَّھْوَۃِ — وَعَبَّرَ عَنْہُ الْمُصَنِّفُ (یعنی الْاِمَامُ بُرْھَانُ الدِّیْنِ الْفَرْغَانِیَّ) بِقَوْلِہٖ "اِزَارٍ وَّاحِدٍ فَاِنَّہٗ سَبَبٌ یُّفْضِیْ اِلَیْھَا فَاَمَّا عَلٰی وَجْہِ الْبِرِّ وَالْکَرَامَۃِ اِذَا کَانَ عَلَیْہِ قَمِیْصٌ اَوْ جُبَّۃٌ فَلَا بَاْسَ بِہٖ۔

(یہ اکمل الدین بابرتی کے الفاظ ہیں) انھوں نے فرمایا شیخ ابومنصور (ماتریدی۔ اہلِ سنّت کے امام، اور حنفیہ کے سردار) نے (معانقہ کے جواز و منع دونوں طرح کی)

ان احادیث میں ممانعت مذکور ہے — اب اگر ان سے مطلقاً ہر حال میں ممانعت مراد لیں، تو سفر، غیر سفر ہر جگہ معانقہ ناجائز ہوگا۔ جب کہ سفر سے آنے کے وقت مانعین بھی معانقہ جائز مانتے ہیں — اس لئے وہ اگر احادیثِ نہی کو ہمارے خلاف پیش کریں تو خود ان کے بھی خلاف ہوں گی — لامحالہ جوازِ معانقہ اور ممانعتِ معانقہ دونوں قسم کی حدیثوں میں تطبیق کرنی ہوگی، اور دونوں کے ایسے معنی لینے ہوں گے جن سے تمام احادیث پر عمل ہو سکے۔

اور تطبیق یوں ہے کہ جہاں معانقہ سے ممانعت ہے وہاں معانقہ بطورِ شہوت مراد ہے۔ اور جہاں جوازِ معانقہ کا ثبوت ہے وہاں معانقہ بے شہوت و فسادِ نیت مراد ہے جیسا کہ ہم نے ابتداءً ذکر کیا — اور ظاہر ہے کہ معانقہ بطورِ شہوت تو سفر سے آنے کے بعد بھی ناجائز ہے بلکہ اس طرح تو معانقہ کیا مصافحہ بھی ناجائز ہے — احادیثِ جواز و منع کے درمیان یہ تطبیق مختلف فقہاءِ کرام نے فرمائی ہے — اعلیٰ حضرت نے ان کا حوالہ کتاب میں پیش کر دیا ہے۔

Marfat.com

حدیثوں میں تطبیق دی ہے۔ انھوں نے فرمایا۔ مکروہ وہ معانقہ ہے جو بطور شہوت ہو۔ اور مصنف (یعنی امام برہان الدین فرغانی صاحب ہدایہ) نے اسی کو ایک تہمد میں معانقہ کرنے سے تعبیر کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ سبب شہوت ہو سکتا ہے ــــــ لیکن نیکی اور اعزاز کے طور پر کرتا یا جبہ پہنے ہوئے معانقہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں (انتہیٰ) اور کیوں کر روا ہوگا کہ بے حالت سفر معانقہ کو مطلقاً ممنوع ٹھہرائیے حالانکہ احادیث کثیرہ میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارہا بے صورت مذکورہ بھی معانقہ فرمایا۔[۱]

حدیث اوّل:۔ بخاری و مسلم و نسائی و ابن ماجہ بطرق عدیدہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی وَھٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ لَفَّقْتُ مِنْهَا دَخَلَ حَدِيْثُ بَعْضِهِمْ فِيْ بَعْضٍ۔

قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ بِفِنَاءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقَالَ اُدْعِيَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا فَظَنَنْتُ اَنَّهَا تُلْبِسُهُ سِخَابًا اَوْ تُغَسِّلُهُ فَجَاءَ يَشْتَدُّ وَفِيْ عُنُقِهِ السِّخَابُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَقَالَ الْحَسَنُ بِيَدِهِ هٰكَذَا حَتّٰى اعْتَنَقَ كُلُّ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ۔ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهُ فَاَحِبَّهُ وَاَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ۔

یعنی ایک بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

---

[۱] یہاں سے استدلال نے ایک دوسرا رنگ اختیار کیا۔ اعلیٰ حضرت نے متعدد احادیث ان کے حوالوں کے ساتھ پیش فرمائی ہیں جن میں اسی معانقہ کا ذکر ہے جو نیکی، اعزاز اور اظہار محبت کے طور پر ہے ــــــ خرابی نیت اور مواد شہوت سے ہر طرح دور ہے ــــــ مگر بے حالت سفر ہے ــــــ لہٰذا ان احادیث سے صراحۃً یہ ثبوت فراہم ہو جاتا ہے کہ صرف قدوم سفر کے بعد ہی نہیں بلکہ دیگر حالات میں بھی معانقہ بلاشبہہ جائز و درست ہے۔ اور جب خود سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان تمام احوال میں معانقہ کا ثبوت حاصل ہو جاتا ہے۔ تو کوئی دوسرا اسے "بدعت و ناروا" کہنے کا کیا حق رکھتا ہے؟؟ (م)

Marfat.com

کے مکان پر تشریف لے گئے اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا۔ حضرت زہرا نے بھیجنے میں کچھ دیر کی، میں سمجھا انھیں ہار پہناتی ہوں گی یا نہلا رہی ہوں۔ اتنے میں دوڑتے ہوئے حاضر آئے، گلے میں ہار پڑا تھا۔ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دستِ مبارک بڑھائے۔ حضور کو دیکھ کر امام حسن نے بھی ہاتھ پھیلائے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو لپٹ گئے۔ حضور نے گلے لگا کر دعا کی — الٰہی میں اسے دوست رکھتا ہوں تو اسے دوست رکھ اور جو اسے دوست رکھے اُسے دوست رکھ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ حبیبہ وبارک وسلم

حدیث دوم: صحیح بخاری میں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْخُذُ بِيَدِىْ فَيُقْعِدُنِىْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحُسَيْنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْاُخْرٰى وَيَضُمُّنَا ثُمَّ يَقُوْلُ رَبِّ اِنِّىْ اَرْحَمُهُمَا فَارْحَمْهُمَا۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر ایک ران پر مجھے بٹھا لیتے اور دوسری ران پر امام حسین کو اور ہمیں لپٹا لیتے" — پھر دعا فرماتے: الٰہی میں ان پر رحم کرتا ہوں تو ان پر رحم فرما۔

حدیث سوم: اسی میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔

ضَمَّنِى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى صَدْرِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ۔

سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "مجھے سینے سے لپٹایا" پھر دعا فرمائی: الٰہی اسے حکمت سکھا دے۔

حدیث چہارم: امام احمد اپنی مسند میں یعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

اِنَّ حَسَنًا وَّحُسَيْنًا رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اسْتَبَقَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَمَّهُمَا اِلَيْهِ۔

ایک بار دونوں صاحبزادے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس

Marfat.com

آپس میں دوڑ کرتے ہوئے آئے حضور نے دونوں کو لپٹا لیا"۔

حدیث پنجم:- جامع ترمذی میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث ہے:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ اَھْلِ بَیْتِكَ اَحَبُّ اِلَیْكَ قَالَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَکَانَ یَقُوْلُ لِفَاطِمَۃَ: اُدْعِیْ لِیَ ابْنَیَّ فَیَشُمُّھُمَا وَیَضُمُّھُمَا۔

سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا حضور کو اپنے اہلِ بیت میں زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا حسن اور حسین۔ اور حضور دونوں صاحبزادوں کو حضرت زہرا سے بلوا کر سینے سے لگاتے اور ان کی خوشبو سونگھتے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم۔

حدیث ششم:- امام ابو داؤد اپنی سُنن میں حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

بَیْنَا ھُوَ یُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَکَانَ فِیْہِ مُزَاحٌ بَیْنَا یُضْحِکُھُمْ فَطَعَنَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ خَاصِرَتِہٖ بِعُوْدٍ فَقَالَ اَصْبِرْنِیْ قَالَ اصْطَبِرْ قَالَ اِنَّ عَلَیْكَ قَمِیْصًا وَلَیْسَ عَلَیَّ قَمِیْصٌ فَرَفَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قَمِیْصِہٖ فَاحْتَضَنَہٗ وَجَعَلَ یُقَبِّلُ کَشْحَہٗ قَالَ اِنَّمَا اَرَدْتُّ ھٰذَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

اس اثنا میں کہ وہ باتیں کر رہے تھے اور ان کے مزاج میں مزاح تھا لوگوں کو ہنسا رہے تھے کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لکڑی ان کے پہلو میں چبھوئی۔ انھوں نے عرض کی مجھے بدلہ دیجیے۔ فرمایا: لے۔ عرض کی حضور تو کرتا پہنے ہیں اور میں ننگا تھا حضور نے کرتا اٹھایا انھوں نے حضور کو اپنی کنار میں لیا" اور تہی گاہِ اقدس کو چومنا شروع کیا۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ میرا یہی مقصود تھا۔

ع دلِ عُشّاق حیلہ گر باشد۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ کلّ مَن اَحبّہٗ وبارک وسلم۔

Marfat.com

حدیث ہفتم: ۔ اسی میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

مَا لَقِيْتُهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ اِلَّا صَافَحَنِيْ وَبَعَثَ اِلَيَّ ذَاتَ يَوْمٍ وَلَمْ اَكُنْ فِيْ اَهْلِيْ فَلَمَّا جِئْتُ اُخْبِرْتُ بِهٖ فَاَتَيْتُهُ وَهُوَ عَلٰى سَرِيْرٍ فَالْتَزَمَنِيْ فَكَانَتْ تِلْكَ اَجْوَدَ وَاَجْوَدَ۔

میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضور ہمیشہ مصافحہ فرماتے۔ ایک دن میرے بلانے کو آدمی بھیجا، میں گھر میں نہ تھا، آیا تو خبر پائی۔ حاضر ہوا۔ حضور تخت پر جلوہ فرما تھے، "گلے سے لگا لیا" تو اور زیادہ جیّد اور نفیس تر تھا۔

حضرت ابوذر پر حضور کا کرم

حدیث ہشتم: ۔ ابو یعلیٰ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی:

قَالَتْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَزَمَ عَلِيًّا وَقَبَّلَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ بِاَبِيْ الْوَحِيْدَ الشَّهِيْدَ۔

میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا "حضور نے مولیٰ علی کو گلے لگایا" اور پیار کیا، اور فرماتے تھے میرا باپ نثار اس وحید شہید پر۔

حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ پر رسول اللہ کا پیار اور ان کی شہادت

حدیث نہم: ۔ طبرانی کبیر اور ابن شاہین کتاب السنۃ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ غَدِيْرًا فَقَالَ لِيَسْبَحْ كُلُّ رَجُلٍ اِلٰى صَاحِبِهٖ فَسَبَحَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ اِلٰى صَاحِبِهٖ حَتّٰى بَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ فَسَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى اعْتَنَقَهٗ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا وَلٰكِنَّهٗ صَاحِبِيْ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضور کے صحابہ ایک تالاب میں تشریف لے گئے، حضور نے ارشاد فرمایا ہر شخص اپنے یار کی طرف پیرے۔ سب نے ایسا ہی

حضرت ابوبکر کی فضیلت

Marfat.com

کیا یہاں تک کہ صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق باقی رہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صدیق کی طرف پیر کے تشریف لے گئے اور انھیں "گلے لگاکر" فرمایا میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن وہ میرا یار ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ صاحبہٖ وبارک وسلم۔

حدیث دہم: خطیب بغدادی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَطْلُعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يَخْلُقِ اللّٰهُ بَعْدِيْ اَحَدًا خَيْرًا مِّنْهُ وَلَا اَفْضَلَ وَلَهٗ شَفَاعَةٌ مِّثْلُ شَفَاعَةِ النَّبِيِّيْنَ فَمَا بَرِحْنَا حَتّٰى طَلَعَ اَبُوْ بَكْرٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهٗ وَالْتَزَمَهٗ۔

ہم خدمت اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے، ارشاد فرمایا اس وقت تم پر وہ شخص چمکے گا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر و بزرگ تر کسی کو نہ بنایا اور اس کی شفاعت شفاعت انبیاء کے مانند ہوگی —— ہم حاضر ہی تھے کہ ابوبکر صدیق نظر آئے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قیام کیا اور صدیق کو پیار کیا اور "گلے لگایا"

حدیث یازدہم: حافظ عمر بن محمد ملا اپنی سیرت میں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ اِذْ اَقْبَلَ اَبُوْ بَكْرٍ فَصَافَحَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَانَقَهٗ وَقَبَّلَ فَاهُ فَقَالَ عَلِيٌّ اَتُقَبِّلُ فَا اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَا الْحَسَنِ مَنْزِلَةُ اَبِيْ بَكْرٍ عِنْدِيْ كَمَنْزِلَتِيْ عِنْدَ رَبِّيْ۔

میں نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے ساتھ کھڑے دیکھا۔ اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے، حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے مصافحہ فرمایا اور

Marfat.com

"گلے لگایا" اور ان کے دہن پر بوسہ دیا، مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے عرض کی۔ کیا حضور ابوبکر کا منہ چومتے ہیں؟ فرمایا اے ابوالحسن ابوبکر کا مرتبہ میرے یہاں ایسا ہے جیسا میرا مرتبہ میرے رب کے حضور۔

صدیق اکبر کو عشقِ رسول اور ان کی افضلیت

حدیث دوازدہم ۱۲:۔ ابن عبد ربہ کتاب بہجۃ المجالس میں مختصراً اور ریاض نضرہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مطولاً، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابتدائے اسلام میں اظہارِ اسلام اور کفار سے حرب وقتال فرمانا اور ان کے چہرۂ مبارک پر ضرب شدید آنا، اس سخت صدمے میں بھی حضورِ اقدس سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال رہنا، حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دارالارقم میں تشریف فرما تھے اپنی ماں سے خدمتِ اقدس میں لے چلنے کی درخواست کرنا مفصلاً مروی یہ حدیث ہماری کتاب "مَطلَعُ الْقَمَرَیْنِ فِیْ اِبَانَۃِ سَبْقَۃِ الْعُمَرَیْنِ" میں مذکور اس کے آخر میں ہے:

حَتّٰی اِذَا ھَدَأَتِ الرِّجْلُ وَسَکَنَ النَّاسُ خَرَجَتَا بِہٖ یَتَّکِیُٔ عَلَیْھِمَا حَتّٰی اَدْخَلَتَاہُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَنْکَبَّ عَلَیْہِ فَقَبَّلَہٗ وَاَنْکَبَّ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ وَرَقَّ لَہٗ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رِقَّۃً شَدِیْدَۃً۔ الحدیث۔

یعنی جب چہل پہل موقوف ہوئی اور لوگ سو رہے۔ ان کی والدہ ام الخیر اور حضرت فاروق اعظم کی بہن ام جمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا انھیں لے کر چلیں بوجہ ضعف دونوں پر تکیہ لگائے تھے یہاں تک کہ خدمتِ اقدس میں حاضر کیا۔ دیکھتے ہی "پروانہ وار شمع رسالت پر گر پڑے"۔ پھر حضور کو بوسہ دیا اور صحابہ غایتِ محبت سے ان پر گرے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لئے نہایت رقت فرمائی۔

حدیث سیزدہم ۱۳:۔ حافظ ابوسعید شرف المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:۔

قَالَ صَعِدَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ ثُمَّ قَالَ اَیْنَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَوَثَبَ وَقَالَ اَنَا ذَا یَا رَسُوْلَ اللہِ فَقَالَ اُدْنُ مِنِّیْ

Marfat.com

فَدَنَا مِنْهُ فَضَمَّهٗ اِلٰی صَدْرِهٖ وَقَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ الخ

حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے پھر فرمایا عثمان کہاں ہیں۔ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے تابانہ اٹھے۔ اور عرض کی: حضور میں یہ حاضر ہوں ــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پاس آؤ۔ پاس حاضر ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "سینے سے لگایا" اور آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیا۔

حدیث چہاردہم[۱۴]: حاکم صحیح مستدرک میں بہ افادۂ تصحیح اور ابویعلیٰ اپنی مسند اور ابونعیم فضائل صحابہ میں اور برہان خجندی کتاب اربعین مسمی بالمبادا المعین اور عمر بن محمد ملا سیرت میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

قَالَ بَیْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُهَاجِرِیْنَ مِنْهُمْ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَّطَلْحَةُ وَالزُّبَیْرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّسَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَنْهَضْ كُلُّ رَجُلٍ اِلٰی كُفُوِهٖ وَنَهَضَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی عُثْمَانَ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَالَ اَنْتَ وَلِیِّیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ۔

ہم چند مہاجرین کے ساتھ خدمتِ اقدس حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر تھے۔ حاضرین میں خلفاء اربعہ و طلحہ و زبیر و عبدالرحمٰن بن عوف و سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں ہر شخص اپنے جوڑ کی طرف اٹھ کر جائے اور خود حضور والا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اٹھ کر تشریف لائے "ان سے معانقہ کیا" اور فرمایا تو میرا دوست ہے دنیا و آخرت میں۔

حدیث پانزدہم[۱۵]: ابن عساکر تاریخ میں حضرت امام حسن مجتبیٰ وہ اپنے والد ماجد مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہما سے راوی:

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَانَقَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ

Marfat.com

وَقَالَ قَدْ عَانَقْتُ اَخِیْ عُثْمَانَ فَمَنْ کَانَ لَہٗ اَخٌ فَلْیُعَانِقْہُ۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ کیا اور فرمایا میں نے اپنے بھائی عثمان سے معانقہ کیا جس کے کوئی بھائی ہو اُسے چاہیئے اپنے بھائی سے معانقہ کرے۔"

اس حدیث میں علاوہ فعل کے مُطلقًا حکم بھی ارشاد ہوا کہ ہر شخص کو اپنے بھائیوں سے معانقہ کرنا چاہیئے۔

حدیث شانزدہم :۔ کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت بتول زہرا سے فرمایا کہ عورت کے حق میں سب سے بہتر کیا ہے۔ عرض کی کہ نا محرم شخص اسے نہ دیکھے" حضور نے گلے لگایا" اور فرمایا۔ ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْ م بَعْضٍ اَوْ کَمَا وَرَدَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔

بالجملہ احادیث اس بارے میں بکثرت وارد اور تخصیصِ سفر محض بے اصل وفاسد بلکہ سفر و بے سفر ہر صورت میں معانقہ سنّت، اور سنّت جب ادا کی جائے گی سنّت ہی ہوگی تاوقتیکہ خاص کسی خصوصیت پر شرع سے تصریحًا نہی ثابت نہ ہو۔ یہاں تک کہ خود امام طائفہء مانعین اسمٰعیل دہلوی رسالۂ "نذور" میں کہ مجموعہ زبدۃ النصائح میں مطبوع ہوا، صاف مُقر کہ معانقہ روز عید گو بدعت ہو بدعتِ حسنہ ہے حَیْثُ قَالَ (یوں کہا۔م) لہ

لہ مولوی اسمٰعیل دہلوی پیشوائے علماءِ دیوبند کی اس عبارت میں چند باتیں قابلِ غور ہیں:

(۱) ایصالِ ثواب کے لئے کنواں کھُدوانا، دعا، استغفار، قربانی اور اسی طرح کی دوسری چیزیں بدعت نہیں بلکہ سنت سے ثابت ہیں۔

(۲) قرآن خوانی، فاتحہ خوانی، کھانا کھلانا اور اس طرح کے دوسرے طریقے بدعت ہیں، مگر بدعت حسنہ ہیں۔

(۳) اس سے بدعت کی دو قسمیں معلوم ہوئیں۔ بدعتِ حسنہ، بدعت سیّئہ۔ لہٰذا ہر بدعت بُری نہیں۔ اور ہر نیا کام صرف بدعت ہونے کے باعث ناجائز و حرام نہیں ہو سکتا (بقیہ ص۲۶ پر)

Marfat.com

"ہمہ اوضاع از قرآن خوانی و فاتحہ خوانی و خورانیدنِ طعام سوائے کندن چاہ و امثالہ و دعا، و استغفار، و اُضحیہ بدعت ست بدعت حسنہ بالخصوص است مثل معانقۂ روزِ عید و مصافحہ بعدِ نمازِ صبح یا عصر"

کنواں کھودنے اور اسی طرح حدیث سے ثابت دوسری چیزوں، اور دُعا، استغفار، قربانی کے سوا تمام طریقے، قرآن خوانی، فاتحہ خوانی، کھانا کھلانا سب بدعت ہیں، ـــــ مگر خاص بدعتِ حسنہ ہیں، جیسے عید کے دن معانقہ، اور نمازِ فجر یا عصر کے بعد مصافحہ کرنا (بدعت حسنہ ہے۔)

(ترجمہ عبارت مولوی اسمٰعیل دہلوی۔ م۔)

مولوی اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک قرآن خوانی، فاتحہ خوانی، روزِ عید معانقہ اور مصافحہ بعد نماز بدعت حسنہ ہے

واللہ تعالٰے اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

سنی حنفی قادری ۱۳۰۱ھ
عبدالمصطفٰی احمد رضا خاں

بلکہ بعض کام بدعت ہوتے ہوئے بھی حَسَن اور اچھے ہوتے ہیں۔

(۴) روزِ عید کا معانقہ اور ہر روز فجر و عصر کے بعد مصافحہ بدعتِ حسنہ جائز اور اچھا ہے ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

منکرین اعلیٰ حضرت کا پورا رسالہ نہ مانیں، تمام احادیث اور فقہی نصوص سے آنکھیں بند کرلیں مگر اپنے "پیشوائے اعظم" کے اقرارِ صریح اور کلامِ واضح سے ہرگز مفر نہیں ہونا چاہیئے۔ (م)

Marfat.com

اس کے معارضے میں جو فتویٰ مولوی عبدالحی صاحب کا پیش کیا گیا اُس کی عبارت یہ ہے:

"کیا فرماتے ہیں علماءِ دین اس مسئلہ میں کہ بعد خطبۂ عیدین کے جو مصافحہ و معانقہ لوگوں میں مُروّج ہے وہ مسنون ہے یا بدعت؟ بَیِّنُوا تُوجَرُوا

ھوالمصوّب بعدِ عید مصافحہ و معانقہ مسنون نہیں۔ اور علماء اس باب میں مختلف ہیں، بعض بدعتِ مباحہ کہتے ہیں اور بعض بدعتِ مکروہہ علیٰ کلِّ تقدیر ترک اس کا اولیٰ ہے[1] الخ[2]

ابوالحسنات محمد عبدالحی

---

[1] حاشیۂ مصنف:۔ اس کے بعد فتویٰ مذکور میں چار عبارتیں نقل کیں عبارت[1] اذکار کہ اس مصافحہ میں کوئی حرج نہیں عبارت[2] درمختار کہ یہ بدعتِ مُباحہ بلکہ حسنہ ہے کما ھو موجود فی الدُّرَرِ واُتقصرا لمجیبُ فی النَّقل۔ عبارت[3] ردالمحتار کہ کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ہمیشہ بعدِ نماز کیے جاؤ تو جاہل سنت سمجھ لیں گے اور ابنِ حجر شافعی نے اسے مکروہ کہا ہے عبارت[4] مدخل ابن حاج مالکی المذہب کہ غَیبت کے بعد معانقہ ابنِ عیینہ نے جائز رکھا ۔۔ اور عید میں اُن لوگوں سے جو اپنے ساتھ حاضر ہیں نہیں[3] اور مصافحہ بعدِ عید مجھے معروف نہیں مگر امام عبداللہ بن نعمان فرماتے ہیں میں نے مدینۂ خاص میں جب کہ وہاں علماءِ صالحین بکثرت موجود تھے، دیکھا کہ وہ نمازِ عید سے فارغ ہو کر آپس میں مصافحہ کرتے تو اگر سلف سے نقل مُساعد ہو تو کیا کہنا ورنہ ترک اولیٰ ہے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[2] حاشیۂ مترجم:۔ بریلی کے جن مولوی صاحب کو معانقۂ عید کے جواز سے اختلاف تھا، جب ان کے پاس اعلیٰ حضرت نے سولہ احادیث اور فقہی عبارتوں پر مشتمل اپنا فتویٰ (جو عید اوّل کی سُرخی سے مندرج کتاب ہے) بھیجا تو انھوں نے فتاویٰ مولوی عبدالحی فرنگی محلی پیشانی رکھ کر (بقیہ ص ۲۸ پر)

Marfat.com

عبارات[۱] کہ حاشیہ پر لکھ کر پیش کی گئیں بحروفہ یہ ہیں :

اِذا[۱] تردد الحکم بین سنۃ و بدعۃ کان ترک السنۃ راجحا علی فعل البدعۃ ۱۲ رد المحتار

جب حکم سنت و بدعت کے درمیان متردّد ہو تو ارتکاب بدعت پر ترک سنت کو ترجیح دی جائے گی۔ (م) .[۲]

نقل[۲] فی تبیین المحارم عن الملتقط اَنَّہٗ تُکرہ المصافحۃ بعد اداءِ الصلوٰۃ بکل حالٍ لِاَنّ

(بقیہ صفحہ گزشتہ) جوابًا ان کا منقولہ بالا فتویٰ دیکھنے کو بھیج دیا۔ مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کے اِس فتوے کا حاصل یہ ہے کہ بعدِ عید مصافحہ و معانقہ حدیث سے ثابت نہیں ـــ رہے علماء و فقہا ـ تو ان میں اختلاف ہے ـــ کچھ بدعتِ مباحہ کہتے ہیں کچھ بدعتِ مکروہہ۔ بہر تقدیر اسے نہ کرنا بہتر ہے (نہ کرنا "بہتر" ہے سے اتنا ضرور ثابت ہوجاتا ہے کہ کرلیا جائے تو جائز ہے)۔ مولانا فرنگی محلی کا یہی فتویٰ (جو اُن کے مجموعۂ فتاویٰ طبع اول کے ص ۳۲۵ ج ۱ پر ہے) بریلی کے اُن عالم نے بھیجا جن سے اعلیٰ حضرت اپنے جواب میں خطاب کررہے ہیں۔

ساتھ ہی انھوں نے اس مجموعۂ فتاویٰ کے حاشیہ پر معانقۂ عید کی ممانعت کے ثبوت میں وہ عبارتیں بھی لکھ دیں، جنھیں کتاب (وشاح الجید) میں اعلیٰ حضرت نے بعینہٖ نقل فرمایا اور اتمامِ چہارم سے ان پر بحث کی۔ (م)

[۳] یعنی عید میں ان لوگوں سے معانقہ جائز نہیں، جو اپنے ساتھ حاضر ہیں۔

---

[۱] (صفحہ ۲۸) یہ وہ عبارتیں ہیں جو معترض عالم صاحب نے اپنے قلم سے فتاویٰ مولوی عبدالحی کے حاشیہ پر لکھ دی تھیں۔ ۱۲ مترجم

[۲] یعنی جب معاملہ ایسا ہو کہ کرے تو کسی بدعت کا مرتکب ہوتا ہے، نہ کرے تو کوئی سنت چھوٹتی ہے، ایسی صورت میں یہی حکم ہے کہ نہ کرے کہ اس سے سنت اگرچہ چھوٹ جائے گی مگر بدعت

Marfat.com

الصَّحَابَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُمْ مَا صَافَحُوْا بَعْدَ اَدَاءِ الصَّلٰوۃِ وَلِاَنَّہَا مِنْ سُنَنِ الرَّوَافِضِ اھ۔

ردالمحتار میں ہے کہ تبیین المحارم میں ملتقط سے منقول ہے کہ ادائے نماز کے بعد مصافحہ بہرحال مکروہ ہے ـــ (۱) اس لیئے کہ صحابہ نے بعدِ نماز مصافحہ نہیں کیا ـــ (۲) اور اس لیئے کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے ـــ (م)۔

ثُمَّ نَقَلَ عَنِ ابْنِ حَجَرٍ مِّنَ الشَّافِعِیَّۃِ اَنَّہَا بِدْعَۃٌ مَّکْرُوْہَۃٌ لَا اَصْلَ لَہَا فِی الشَّرْعِ وَاَنَّہٗ یُنَبَّہُ فَاعِلُہَا اَوَّلًا وَّیُعَزَّرُ ثَانِیًا۔

ثُمَّ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ الْحَاجِ مِنَ الْمَالِکِیَّۃِ فِی الْمُدْخَلِ: اِنَّہَا مِنَ الْبِدَعِ وَمَوْضَعُ الْمُصَافَحَۃِ فِی الشَّرْعِ اِنَّمَا ھُوَ عِنْدَ لِقَاءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْہِ لَا فِیْ اَدْبَارِ الصَّلَوَاتِ فَحَیْثُ وَضَعَہَا الشَّرْعُ یَضَعُہَا فَیُنْہٰی عَنْ ذٰلِکَ وَیُزْجَرُ فَاعِلُہٗ لِمَا اَتٰی بِہٖ مِنْ خِلَافِ السُّنَّۃِ اھ ردالمحتار

پھر علامہ ابن حجر شافعی سے منقول ہے کہ یہ مصافحہ بدعت مکروہہ ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ اس کے مرتکب کو اوّلًا متنبہ کیا جائے گا نہ مانے تو سرزنش کی جائے گی۔

پھر فرمایا کہ ابن الحاج مالکی مدخل میں لکھتے ہیں کہ یہ مصافحہ بدعت ہے (۳) اور شریعت میں مصافحہ کا محل مسلمان کی اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کا وقت ہے

(بقیہ حاشیہ ص۲۸) کا مرتکب تو نہ ہو گا معانقۂ عید کا بھی یہی حال ہے، لہٰذا اس سے بھی ممانعت ہی کا حکم دیا جائے گا ـــ اعلیٰحضرت نے التماس نہم میں اس استدلال کا جواب دیا ہے کہ یہاں بدعت سے مراد بُری بدعت ہے اور معانقۂ عید ایسا ہرگز نہیں، بلکہ اپنی اصلیت کے لحاظ سے سنّت، اور خصوصیتِ بعدِ عید کے لحاظ سے مُباح، اور قصدِ حسن کے ساتھ ہو تو مُستحسن ہے لہٰذا آپ کی عبارتِ مذکورہ معانقۂ عید پر منطبق (فٹ) ہو ہی نہیں سکتی ـــ (م)۔

Marfat.com

نمازوں کے بعد کے اوقات مصافحہ کا شرعی محل نہیں۔ شریعت نے جو محل مقرر کیا ہے
اُسے وہیں رکھے۔ تو نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے والے کو روکا اور زجر کیا
جائے گا۔ اس لیے کہ وہ خلافِ سنت فعل کا مرتکب ہے۔ ردالمحتار۔ (م)

قولہ[۱] لایخرج الخ وَلَا یَخْفٰی اَنَّ فِیْ کَلَامِ الْاِمَامِ نَوْعَ تَنَاقُضٍ لِاَنَّ اِتْیَانَ السُّنَّۃِ فِیْ بَعْضِ الْاَوْقَاتِ لَا یُسَمّٰی بِدْعَۃً مَعَ اَنَّ عَمَلَ النَّاسِ فِی الْوَقْتَیْنِ الْمَذْکُوْرَیْنِ لَیْسَ عَلٰی وَجْہِ الْاِسْتِحْبَابِ الْمَشْرُوْعِ۔ لِاَنَّ مَحَلَّ الْمُصَافَحَۃِ الْمَذْکُوْرَۃِ اَوَّلُ الْمُلَاقَاۃِ وَقَدْ یَکُوْنُ جَمَاعَۃٌ یَتَلَاقَوْنَ مِنْ غَیْرِ مُصَافَحَۃٍ وَّ یَتَصَاحَبُوْنَ بِالْکَلَامِ وَ بِمُذَاکَرَۃِ الْعِلْمِ وَغَیْرِہٖ مُدَّۃً مَّدِیْدَۃً ثُمَّ اِذَا صَلَّوْا یَتَصَافَحُوْنَ فَاَیْنَ ھٰذَا مِنَ السُّنَّۃِ الْمَشْرُوْعَۃِ وَ بِھٰذَا صَرَّحَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ بِاَنَّھَا مَکْرُوْھَۃٌ وح[۲]

---

[۱] کتبہ المعترض حاشیۃ علی ما نقل فی الفتاوی اللکنویۃ فی عبارۃ الاذکار للامام النووی رحمہ اللہ تعالیٰ من قولہ "لا باس بہ فان اصل المصافحۃ سُنَّۃٌ وکونھم حافظوا علیھا فی بعض الاحوال وفرطوا فی کثیر من الاحوال او اکثرھا لایخرج ذلک البعض عن کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلھا" اھ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

فتاویٰ مولوی عبدالحی لکھنوی میں امام نووی کی کتاب اذکار سے منقول عبارت پر بریلی کے معترض صاحب نے یہ حاشیہ لکھا ہے۔ امام نووی کی عبارت یہ ہے: "اس مصافحہ میں کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ اصل مصافحہ سنت ہے۔ اور اکثر حالات میں لوگ مصافحہ کے اندر کوتاہی کرنے کے ساتھ صرف بعض حالات میں اگر مصافحہ کی پابندی کرتے ہیں تو اس سے بعض حالت والا مصافحہ (مثلاً مصافحہ بعدِ نماز) اُس مصافحۂ جائزہ کے دائرے سے خارج نہ ہوگا جس کی اصلیت شرع سے ثابت ہے — (م)

[۲] ھکذا بخطہ ولیست ھذہ الحاء فی عبارۃ المرقاۃ ولا لہ محل فی العبارۃ کما لا یخفی ۱۲ منہ

مولوی صاحب موصوف کی تحریر میں اسی طرح یہ "ح" بنی ہوئی ہے، مگر یہ عبارتِ مرقات میں نہیں ہے۔ عبارت میں اس کا کوئی موقع بھی نہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔ (م)

Marfat.com

اَنَّهَا مِنَ الْبِدَعِ الْمَذْمُوْمَۃِ ۱۲ کذا فی المرقاۃ ۔

(حاشیہ صنہ۳ میں مندرج امام نووی کی عبارت اذکار پر اعتراض کرتے ہوئے مولوی صاحب مذکور نے یہ حاشیہ لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے)۔

ظاہر ہے کہ امام نووی کے کلام میں ایک طرح کا تعارض ہے۔ اس سے اگر لوگ بعض اوقات "سنت" کے مطابق مصافحہ کرتے ہیں تو اسے بدعت نہیں کہا جائے گا لیکن فجر وعصر کے بعد مصافحہ کا عمل استحباب مشروع کے طور پر نہیں ہے اس لیئے کہ جائز ومشروع مصافحہ کا محل بس اول ملاقات ہے۔ اور یہاں تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کچھ لوگ ملاقات بلا مصافحہ کرتے ہیں۔ اور دیر تک گفتگو وعلمی بحث وغیرہ میں ایک ساتھ رہتے ہیں پھر جب نماز پڑھ لیتے ہیں تو مصافحہ کرتے ہیں۔ یہ سنت مشروعہ کہاں؛ اسی لیئے تو بعض علماء نے صراحۃً فرمایا ہے کہ یہ مکروہ ہے اور اس کا شمار مذموم بدعتوں میں ہے۔ یہی عبارت مرقاۃ میں ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

عیدِ ثانی

میں تحریرِ جواب و تقریرِ صواب و ازالۂ اوہام و کشفِ حجاب ـــ یعنی اُس تحریر کی نقل جو برسمِ جواب مولوی معترض صاحب کے پاس مرسَل ہوئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

جنابِ مولانا دام مجدکم۔ بعد ما ہو المسنون مُلتمس۔ فتوائے فقیر دربارۂ معانقہ کے جواب میں مجموعہ فتاوائے مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی جناب نے ارسال فرمایا اور اس کی جلد اوّل صفحہ ۵۲۸ طبع اوّل میں جو فتوائے معانقہ مندرج ہے پیش کیا اور اس کے حاشیہ پر تائیداً کچھ عبارت ردالمحتار و مرقات بھی تحریر فرمادی سائل، مُظہر کہ جب جناب سے یہ گزارش ہوئی کہ آیا یہ مجموعہ آپ کے نزدیک مستند ہے تو فرمایا "ہمارے نزدیک مستند نہ ہوتا تو ہم پیش کیوں کرتے" اور واقعی یہ فرمانا ظاہر و بجا ہے۔ فقیر کو اگرچہ ایسے معارضہ کا جواب دینا ضرور نہ تھا مگر حسبِ اصرارِ سائل، محض بغرضِ احقاقِ حق و ازہاقِ باطل چند التماس ہیں۔ معاذ اللہ کسی دوسری وجہ پر حمل نہ فرمائیے فقیر ہر سُنی مسلمان کو مستحقِ ادب جانتا ہے خصوصاً جناب تو اہلِ علم و سادات سے ہیں مقصود صرف اتنا ہے کہ جناب بھی بمقتضائے بزرگی حسب و نسب و عمر و علم ان گزارشوں کو بہ نظرِ غور و تحقیقِ حق استماع فرمائیں اگر حق واضح ہو تو قبول، مرجو مامول کہ علماء کے لیے رجوع الی الحق عار نہیں بلکہ معاذ اللہ اصرار علی الباطل قال تعالیٰ فَبَشِّرۡ عِبَادِ ۙ الَّذِیۡنَ یَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقَوۡلَ فَیَتَّبِعُوۡنَ اَحۡسَنَہٗ (تو خوشی سناؤ اُن بندوں کو جو کان لگا کر بات سُنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں ـــ (کنزالایمان) لہ (حاشیہ ص۳۳ پر ملاحظہ فرمائیں)

Marfat.com

وِشاح الجید

التماس اوّل :- اس مجموعۂ فتاویٰ سے استناد الزامًا ہے یا تحقیقًا ؟ علی الاوّل فقیر نے کب کہا تھا کہ کسی مُعاصِر کی تحریر مجھ پر حجت ہے ۔ علی الثانی پہلے دلیل سے ثابت کرنا تھا کہ یہ کتاب خادمانِ علم پر احتجاج پیش کرنے کے قابل ہے ۔ [لہ]

دوم شاید جناب نے اس مجموعہ کو استیعابًا ملاحظہ نہ فرمایا اس میں بہت جگہ وہ مسائل و کلمات ہیں جو آج کل کے فرقۂ مانعین کے بالکل مخالف وقالعِ اصل مذہب ہیں ۔

تمثیلًا ان میں سے چند کا نشان دوں ____

جلد اول صفحہ ۵۳ پر لکھتے ہیں :

"کتب فقہیہ میں نظائر اس کے بہت موجود ہیں کہ ازمنۂ سابقہ میں ان کا وجود نہ تھا مگر بسبب اغراضِ صالحہ کے حکم اس کے جواز کا دیا گیا ۔ صفحہ ۲۹۴ پر ہے الوداع یا الفراق کا خطبہ آخر رمضان میں پڑھنا اور کلمات حسرت و رخصت کے ادا کرنا فی نفسہٖ امرِ مباح ہے بلکہ

(حاشیہ صفحہ گزشتہ)

لہ حاصل یہ ہے کہ ہم نے معانقۂ عید کا جواز احادیثِ کریمہ سے ثابت کیا مستند فقہی عبارتیں پیش کیں ۔ اس احادیث اور نصوص سے مدلل فتوے کے جواب میں آپ مولوی عبدالحی صاحب کا فتوےٰ مستند بنا کر پیش کر رہے ہیں ۔ ایسی مخالف دلیل کا جواب تو کوئی ضروری نہ تھا ۔ مگر سائل کے اصرار پر حق کو حق دکھانے اور باطل و ناحق کو مٹانے کی خاطر آپ کی خدمت میں چند التماس ہیں ۔ ان التماسوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ بہ نگاہِ غور دیکھیں اگر حق واضح ہو تو آپ اُسے قبول کر لینے کی امید ہے ۔ اس لیے کہ حق کی طرف رجوع اور اسے قبول کر لینا علماء کے لیے عار نہیں بلکہ معاذ اللہ باطل و ناحق بات پر اڑے رہنا شانِ علماء کے خلاف ہے ۔ (م) — لہ توضیح :- آپ نے میرے فتوے کے جواب میں مولوی عبدالحی صاحب کا مجموعۂ فتاویٰ مستند بنا کر پیش کیا ہے ۔ اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) یا تو مجھے الزام دینا مقصود ہے کہ دیکھیے آپ کی مستند اور مانی ہوئی کتاب میں آپ کے خلاف ہے ۔ مگر میں نے کب کہا کہ اس زمانے کے کسی شخص کی تحریر مجھ پر حجت ہے (۲) یا یہ کہ آپ نے خود تحقیقی طور پر اسے سب کے لیے معتمد اور مستند جان کر پیش کیا ہے ۔ تو آپ کو پہلے دلیل سے ثابت کرنا تھا کہ یہ کتاب قابلِ استدلال اور علماء پر حجت و سند بنا کر پیش کرنے کے لائق ہے ۔ اور جب یہ دونوں صورتیں صحیح نہیں تو اس مجموعۂ فتاویٰ کو یہاں پیش کرنا ہی بے محل ہے ۔ (م)

(۱) بدعت کی بدعات جائز ہیں ... (۲) خطبۃ الوداع پڑھنا بدعت ہونے کے باوجود روا ہے

Marfat.com

اگر یہ کلمات باعثِ ندامت و توبہ سامعان ہوئے تو امیدِ ثواب ہے۔ مگر اس طریقہ کا ثبوت قرونِ ثلثہ میں نہیں الخ

جلد دوم صفحہ ۱۷ میں ہے:

"کسے کہ می گوید کہ وجودیہ و شہودیہ از اہلِ بدعت اند قولش قابلِ اعتبار نیست ومنشاءِ قولش جہل و ناواقفیت ست از احوالِ اولیاء و از معنیٔ توحیدِ وجودی و شہودی و شاعرے کہ ذمّ ہر دو فرقہ ساختہ قابلِ ملامت است"

جو کہتا ہے کہ وجودیہ اور شہودیہ اہلِ بدعت ہیں اس کا قول قابلِ اعتبار نہیں۔ اور اس کے قول کی بنیاد یہ ہے کہ وہ اولیاء کے احوال اور توحیدِ وجودی و شہودی کے معنی سے جاہل و بے خبر ہے۔ اور جس شاعر نے (وجودیہ و شہودیہ) دونوں فرقوں کی مذمت کی ہے وہ قابلِ ملامت ہے۔ (م)

صفحہ ۴۲۱ پر ہے شغل برزخ اس طور پر کہ حضرات صوفیہ صافیہ نے لکھا ہے نہ شرک ہے نہ ضلالت ہاں افراط و تفریط اس میں منجر ضلالت کی طرف ہے تصریح اس کی مکتوبات مجدد الف ثانی میں جابجا موجود ہے۔ ؎

جلد سوم صفحہ ۸۵ میں ہے:

"سوال وقت ختم قرآن در تراویح سہ بار سورۂ اخلاص می خوانند مستحسن است یا نہ جواب مستحسن ست۔" ص ۱۲۷ پر ہے "بسم اللہ نوشتن بر پیشانی میت از انگشت درست است یا نہ۔ جواب درست است۔"

سوال تراویح میں ختم قرآن کے وقت تین بار سورۂ اخلاص پڑھتے ہیں یہ مستحسن ہے یا نہیں؟ جواب مستحسن ہے۔" انگلی سے میت کی پیشانی پر بسم اللہ لکھنا درست

؎ ارواح سے توجہ طلبی۔ تصورِ شیخ۔ شغلِ برزخ وغیرہ سے متعلق اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا ایک مدلل رسالہ ہے الیاقوتۃ الواسطۃ فی قلب عقد الرابطۃ ۱۳۱۲ھ جس میں نصوص علماء اور مستندین مانعین کی عبارتوں سے اس کا جواز ثابت فرمایا ہے۔ قابلِ مطالعہ ہے۔ (م)

Marfat.com

ہے یا نہیں؟ جواب ۔ درست ہے" (م)

صفہ ۱۵۲ میں ہے:

" درمجالس مولد شریف کہ از سورۂ والضحیٰ تا آخر می خوانند البتہ بعد ختم ہر سورہ تکبیر می گویند راقم شریک مجالس متبرکہ بودہ ایں امر را مشاہدہ کردم ہم در مکہ معظمہ وہم در مدینہ منورہ وہم در جدہ "

میلاد شریف کی محفلوں میں سورۂ والضحیٰ سے آخر قرآن تک پڑھتے ہیں ہر سورہ ختم کرنے کے بعد تکبیر کہتے ہیں ۔ راقم نے ان متبرک محفلوں میں شریک ہوکر اس امر کا مشاہدہ کیا ہے ۔ مکہ معظمہ میں بھی، مدینہ منورہ میں بھی اور جدہ میں بھی ۔ (م)

طرفہ تریہ کہ صفہ ۱۲ پر لکھتے ہیں:

سوال:۔ پارچہ جھنڈا سالار مسعود غازی درمصرف خود آرد یا تصدق نماید ——

جواب:۔ ظاہرا در استعمال پارچہ مذکور بصرف خود وجہے کہ موجب بزہ کاری باشد نیست و اولیٰ آنست کہ بمساکین و فقراء دہد"

سوال:۔ سید سالار مسعود غازی کے جھنڈے کا کپڑا اپنے مصرف میں لائے یا صدقہ کردے؟ جواب مذکورہ کپڑا اپنے مصرف میں لانے کے اندر بظاہر گناہ کی کوئی وجہ نہیں —— اور بہتر یہ ہے کہ مساکین و فقراء کو دے دے ۔ (م)

جناب سے سوال ہے کہ مولوی صاحب کے یہ اقوال کیسے ہیں؟ اور ان کے قائل و معتقد کا حکم کیا ہے؟ خصوصاً شغلِ برزخ کو جائز جاننے والا معاذ اللہ مشرک یا گمراہ ہے یا نہیں؟ —— جس کتاب میں ایسے اقوال مندرج ہوں مستند و معتمد ٹھہرے گی یا پایۂ اعتبار سے ساقط ہوگی؟؟ بیّنوا توجروا۔

سوم مولوی صاحب نے اس فتویٰ میں معانقہ عید کی نسبت صرف اتنا حکم دیا کہ "ترک اس کا اولیٰ ہے" اس سے ممانعت درکنار اصلاً کراہت بھی ثابت نہیں ہوتی ۔ "اولویتِ ترک نہ مشروعیت و اباحت کے منافی نہ کراہت کو مستلزم" لہ ردالمحتار میں ہے:

لہ فقہاء اگر یہ حکم کریں کہ فلاں امر کا ترک بہتر ہے تو اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا (بقیہ صہ ۳۶ پر)

Marfat.com

اَلْاِقْتِصَارُ عَلَی الْفَاتِحَۃِ مَسْنُوْنٌ لَاوَاجِبٌ فَکَانَ الضَّمُّ خِلَافَ الْاَوْلٰی وَذٰلِكَ لَایُنَافِی الْمَشْرُوْعِیَّۃَ وَالْاِبَاحَۃَ بِمَعْنٰی عَدَمِ الْاِثْمِ فِی الْفِعْلِ وَالتَّرْكِ

نمازِ فرض کی تیسری چوتھی رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پر اکتفا کرنا صرف مسنون ہے، واجب نہیں تو ان رکعتوں میں سورہ ملانا خلافِ اولیٰ ہوگا۔ اور یہ اس کے جائز و مباح ہونے کے منافی نہیں —— اِباحت بایں معنیٰ کہ کرنے نہ کرنے دونوں میں کوئی گناہ نہیں —— (م)

اسی میں ہے:

صَرَّحَ فِی الْبَحْرِ فِی صَلٰوۃِ الْعِیْدِ عِنْدَ مَسْئَلَۃِ الْاَکْلِ بِاَنَّہٗ لَایَلْزَمُ مِنْ تَرْكِ الْمُسْتَحَبِّ ثُبُوْتُ الْکَرَاھَۃِ" اِذْ لَابُدَّ لَھَا مِنْ دَلِیْلٍ خَاصٍّ" اھ وَاَشَارَ اِلٰی ذٰلِكَ فِی التَّحْرِیْرِ الْاُصُوْلِیِّ بِاَنَّ " خِلَافُ الْاَوْلٰی مَالَیْسَ فِیْہِ صِیْغَۃُ نَھْیٍ کَتَرْكِ صَلٰوۃِ الضُّحٰی بِخِلَافِ الْمَکْرُوْہِ تَنْزِیْھًا"

بحر الرائق میں جہاں یہ مسئلہ ہے کہ نمازِ عید سے پہلے کچھ کھالینا مستحب ہے وہیں یہ ہے کہ اگر اس مستحب کو کسی نے ترک کر دیا تو وہ فعلِ مکروہ کا مرتکب نہ ہوگا کیوں کہ "ترکِ مستحب سے کراہت کا ثبوت لازم نہیں —— اس لیے کہ مکروہ ہونے کے لیے کوئی خاص دلیل ضروری ہے۔" اور اس کی طرف تحریر اصولی میں بھی اشارہ کیا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ) کہ وہ چیز ناجائز ہے بلکہ مکروہ ہونا بھی لازم نہیں آتا —— یہ ایک عظیم قاعدہ ہے —— جو حفظ کر لینے کے قابل اور بہت سے مقامات میں مفید ہے۔ اس قاعدے کے پیشِ نظر مولانا عبد الحی صاحب نے معانقۂ عید کے متعلق جب صرف اتنا لکھا کہ اس کا نہ کرنا بہتر ہے تو اس سے معانقۂ مذکورہ کا ناجائز یا مکروہ ہونا بالکل ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ کرلے تو کوئی حرج نہیں۔ پھر ممانعتِ معانقہ کے باب میں فتوائے مذکورہ سے استدلال ہی بالکل بے کار اور اپنے خلاف استدلال ہے۔ (م)

Marfat.com

کہ "خلافِ اولیٰ وہ ہے جس میں ممانعت اور نہی کا صیغہ نہ ہو" جیسے نمازِ چاشت کا
ترک، بخلاف مکروہِ تنزیہی کے کہ اس میں نہی و ممانعت کا صیغہ ہوتا ہے۔ (م)

پھر اگر جناب کے نزدیک بھی حکم وہی ہے جو مولوی صاحب نے اپنے فتوے میں لکھا تو تصریح فرما دیجئے کہ عید کا معانقہ شرعاً ممنوع نہیں۔ نہ اس میں اصلاً کوئی حرج ہے۔ ہاں نہ کرنا بہتر ہے کرے تو مضائقہ نہیں

چہارم آپ نے جو عبارات ردالمحتار و مرقات نقل فرمائیں ان میں معانقۂ عید کی ممانعت کا کہیں ذکر نہیں۔ ان میں تو مصافحہ بعدِ نمازِ فجر و عصر یا نمازِ پنجگانہ کا بیان ہے۔ اور جناب کو منصبِ اجتہاد حاصل نہیں کہ ایک مسئلہ کو دوسرے پر قیاس فرما سکیں اگر فرمائیے کہ "جو دلائل اس میں لکھے ہیں یہاں بھی جاری"۔

اقول یہ محض وہم ہے۔ اُن عبارتوں میں تین دلیلیں مذکور ہوئیں:

(۱) محلِ مصافحہ ابتدائے ملاقات ہے نہ بعدِ صلوات۔

(۲) یہ مصافحہ مخصوصہ سنتِ روافض ہے۔

(۳) صحابہ کرام نے یہ خاص مصافحہ نہ کیا۔

یہ تینوں تعلیلیں اگرچہ فی انفسہا خود ہی علیل اور ناقابلِ قبول ہیں کما حققناہ بتوفیق اللہ تعالیٰ فی فتاوانا۔ ولہٰذا قولِ اصح یہی ٹھہرا کہ وہ مصافحہ مخصوصہ بھی جائز و مباح ہے کما سنذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ مگر ہمارے مسئلہ دائرہ یعنی معانقۂ عید سے دو دلیلیں پیشیں کو تو اصلاً علاقہ نہیں۔

محلِ مصافحہ خاص ابتدائے لقا ہو تو بھی معانقہ کی اس وقت سے تخصیص ہرگز مسلّم نہیں۔ وَمَنِ ادَّعٰی فَعَلَیْہِ الْبَیَان (جو مدعی ہو بیان اس کے ذمہ۔ م)
مولوی صاحب لکھنوی کا بے دلیل و سند لکھنا مسموع نہیں ہو سکتا۔ بلکہ "معانقہ مثل تقبیل اظہارِ سرور و بشاشت و وداد و محبت ہے۔ جیسے تقبیل خاص ابتدائے لقا سے مخصوص نہیں۔ یوں ہی معانقہ۔

جناب نے فتاوائے فقیر میں حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مروی

Marfat.com

کتاب السنۃ ابن شاہین و معجم کبیر امام طبرانی ملاحظہ فرمائی ہوگی کہ حضور پُر نور سیّد عا
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تالاب پیرنے میں امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو گلے لگایا ــــ و نیز حدیث اُسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی سنن ابی د
کہ انھوں نے باتیں کرتے کرتے حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کرتا اُٹھانے کی
درخواست کی، حضور نے قبول فرمائی۔ وہ حضور کے بدنِ اقدس سے لپٹ گئے اور تہی گا
مبارکہ پر بوسہ دیا۔ و نیز حدیث صحیح مستدرک کہ اثنائے مجلس میں حضور اقدس صلی اللہ تعا
علیہ وسلم نے حضرت ذی النورین سے معانقہ فرمایا ــــ و نیز حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعا
عنہا) کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا عورت کے لیئے سب سے بہت
کیا ہے؟ عرض کی۔ یہ کہ کوئی نا محرم اُسے نہ دیکھے۔ حضور نے گلے سے لگا لیا۔ ان سد
صورتوں میں ابتدائے لقا کا وقت کہاں تھا۔ کہ معانقہ فرمایا گیا ــــ یوں ہی پیارے اپ
بچوں بھائیوں زوجہ کو گلے لگانا شاید اول ملاقات ہی پر جائز ہوگا۔ پھر ممانعت کی جائے گی

یوں ہی مصافحہ بعدِ نمازِ فجر و عصر اگر کسی وقت کے روافض نے ایجاد کیا اور خاص ال
کا شعار رہا ہو ــــ اور بدیں وجہ اس وقت کے علماء نے اہلِ سنت کے لیئے اُسے ناپسن
رکھا ہو تو معانقۂ عید کا زبردستی اس پر قیاس کیوں کر ہو جائے گا۔ پہلے ثبوت دیجئے
"یہ رافضیوں کا نکالا اور انھیں کا شعارِ خاص ہے" ورنہ کوئی امر جائز کسی بد مذہب کے کرنے
سے ناجائز یا مکروہ نہیں ہو سکتا" لاکھوں باتیں ہیں جن کے کرنے میں اہلِ سنت و روافض
بلکہ مسلمین و کفار سب شریک ہیں۔ کیا وہ اس وجہ سے ممنوع ہو جائیں گی؟

بحر الرائق و درِ مختار و رد المحتار وغیرہا ملاحظہ ہوں کہ "بدمذہبوں سے مشابہت اسی
امر میں ممنوع ہے جو فی نفسہٖ شرعًا مذموم یا اس قوم کا شعارِ خاص یا خود فاعل کو اُن سے
مشابہت پیدا کرنا مقصود ہو ورنہ زنہار وجہِ ممانعت نہیں"

رہا صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نہ کرنا، یہ تنہا دلیلِ منع نہیں ہو سکتا۔ آپ کی تینوں
کتب مستندہ اعنی مجموعۂ فتاویٰ و رد المحتار و مرقات شریف اور ان کے سوا صدہا کتبِ معتم
اس کے بطلان پر گواہ ہیں ــــ فقہائے کرام سیکڑوں چیزوں کو یہ تصریح فرما کر نو پید

Marfat.com

ہیں، جائز بلکہ مستحب و مستحسن بلکہ واجب بتاتے اور محدثات کو اقسام خمسہ کی طرف تقسیم فرماتے ہیں مجموعہ فتاوی کی عبارتیں گزریں رد المحتار میں ہے:

قولہ أی صاحب بدعۃ أی محرمۃ والا فقد تکون واجبۃ کنصب الأدلۃ للرد علی أهل الفرق الضالۃ وتعلم النحو المفہم للکتاب والسنۃ ومندوبۃ کإحداث نحو رباط ومدرسۃ وکل إحسان لم یکن فی الصدر الأول ومکروھۃ کزخرفۃ المساجد ومباحۃ کالتوسع بلذیذ المآکل والمشارب والثیاب کما فی شرح الجامع الصغیر للمناوی عن تہذیب النووی ومثلہ فی الطریقۃ المحمدیۃ للبرکوی

شارح کا قول "صاحب بدعت" یہاں بدعت سے مراد حرام بدعت ہے ورنہ بدعت واجب بھی ہوتی ہے۔ جیسے گمراہ فرقوں کا رد کرنے کے لیے دلائل قائم کرنا، علم نحو سیکھنا، جس سے کتاب و سنت کو سمجھ سکیں مستحب بھی۔ جیسے سرائے اور مدرسہ جیسی چیزیں تعمیر کرنا، اور ہر وہ نیک کام جو زمانہ اول میں نہ رہا ہو — مکروہ بھی جیسے مسجدوں کو آراستہ منقش کرنا مباح بھی۔ جیسے کھانے پینے کی لذیذ چیزوں — اور کپڑوں میں وسعت و فراخی کی راہ اختیار کرنا — جیسا کہ علامہ مناوی کی شرح جامع صغیر میں علامہ نووی کی کتاب تہذیب سے منقول ہے۔ اور اسی طرح علامہ برکوی کی کتاب "الطریق المحمدیۃ" میں مذکور ہے — (م)

مرقات شریف میں ہے:

إحداث ما لا ینازع الکتاب والسنۃ کما سنقررہ بعد لیس بمذموم۔

ایسا فعل ایجاد کرنا جو کتاب و سنت کے مخالف نہ ہو، برا نہیں، جیسا کہ ہم آگے ثابت کریں گے — (م)

Marfat.com

پھر ایک صفحہ کے بعد بدعت کا واجب وحرام و مندوب ومکروہ ومباح ہونا مفصلاً ذکر فرمایا۔

عالمگیری میں ہے:

لَابَاسَ بِكِتَابَةِ اَسَامِي السُّوَرِ وَعَدَدِ الْآيِ وَهُوَ وَاِنْ كَانَ اِحْدَاثًا فَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ وَكَمْ مِنْ شَيْءٍ كَانَ اِحْدَاثًا وَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ

مصحف شریف میں سورتوں کے نام اور آیتوں کی تعداد لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور وہ اگرچہ نئی ایجاد اور بدعت ہے، مگر بدعت حسنہ ہے۔ اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو نو ایجاد تو ہیں مگر بدعت حسنہ ہیں۔ (م)

امام ابن الہمام فتح القدیر میں رکعتین قبل مغرب کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت نہ ہونا ثابت کرکے بتاتے ہیں:

ثُمَّ الثَّابِتُ بَعْدَ هٰذَا هُوَ نَفْيُ الْمَنْدُوْبِيَّةِ اَمَّا ثُبُوْتُ الْكَرَاهَةِ فَلَا اِلَّا اَنْ يَدُلَّ دَلِيْلٌ اٰخَرُ۔

پھر اس ساری بحث کے بعد صرف یہ ثابت ہوا کہ نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں مندوب ومستحب نہیں لیکن مکروہ ہونا ثابت نہ ہوا۔ ہاں اگر ثبوت کراہت پر کوئی اور دلیل ہو تو البتہ۔ (م)

مع ہذا حضرات مانعین[ے] زمانۂ تین قرن تک اختیار تشریع مانتے اور محدثات تابعین کو بھی غیر مذموم جانتے ہیں۔ تو صرف عدم فعل صحابہ سے استدلال اُن کے طور پر بھی ناقص ناتمام ہے۔ کلام ان مباحث میں طویل ہے کہ ہم نے اپنے رسائل عدیدہ میں ذکر کیا۔ یہاں

ے مانعین کسی چیز کی ایجاد اور جائز ومشروع قرار دینے کا اختیار صرف تین زمانوں تک محدود مانتے ہیں — (۱) زمانۂ رسالت (۲) زمانۂ صحابہ (۳) زمانۂ تابعین — پھر بھی ان کے اس نظریہ سے اتنا ثابت ہے کہ زمانۂ تابعین کی ایجادات بھی بُری نہیں — تو مصافحہ مذکورہ کی ممانعت کے ثبوت میں صرف صحابۂ کرام کے نہ کرنے سے استدلال ناقص ونا تمام ہے۔ اپنے ہی نظریہ کے مطابق کم از کم یہ بھی ثابت کرنا تھا کہ زمانۂ تابعین میں بھی اس کا وجود وثبوت نہیں — (م)

Marfat.com

یہی دو حرف مجمل کافی ہیں وباللہ التوفیق۔

پنجم ردالمحتار و مرقات کی یہ عبارتیں اگر جناب نے دیکھیں تو درر و غرر و کنز الدقائق و وقایہ و نقایہ و مجمع و ملتقی و اصلاح و ایضاح و تنویر و غیرہا عامۂ متونِ مذہب کے اضافات ملاحظہ فرمالیے ہوتے جنھوں نے مطلقاً بلا تقیید و تخصیص مصافحہ کی اجازت دی۔ درمختار و حاشیہ علامہ طحطاوی و شرح علامہ شہاب شلبی و فتح اللہ المعین حاشیۂ کنز و غنیۂ ذوی الاحکام حاشیۂ درر و حاشیۂ مراقی الفلاح و نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض و مجمع بحار الانوار و مطالب المؤمنین و مسوی شرح مؤطا و تکملہ شرح اربعین علامہ برکوی للعلامہ محمد آفندی و حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ للعلامۃ النابلسی و فتاوائے امام شمس الدین ابن امام سراج الدین حانوتی وغیرہم علمائے حنفیہ کی تصریحات جلیلہ بھی دیکھی ہوتیں کہ صاف صاف مصافحۂ مذکورہ اور اسی طرح مصافحۂ عید کو بھی جائز بلکہ مستحسن بلکہ سنت بتاتے ہیں۔

عباراتِ فقہاء سے مصافحہ بعد فجر و عصر بلکہ مصافحہ بعد ہر نماز کا جائز بلکہ سنت ہونا ثابت ہوتا ہے۔

درمختار میں ہے:

اِطْلَاقُ الْمُصَنِّفِ تَبَعًا لِلدُّرَرِ وَالْکَنْزِ وَالْوِقَایَۃِ وَالْمَجْمَعِ وَالْمُلْتَقٰی وَغَیْرِہَا یُفِیْدُ جَوَازَہَا مُطْلَقًا وَلَوْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقَوْلُہُمْ اِنَّہٗ بِدْعَۃٌ اَیْ مُبَاحَۃٌ حَسَنَۃٌ لِمَا اَفَادَہُ النَّوَوِیُّ فِیْ اَذْکَارِہٖ وَغَیْرُہٗ فِیْ غَیْرِہٖ۔

درر، کنز، وقایہ، مجمع، ملتقی وغیرہا کے اتباع میں مصنف نے بھی یہاں مصافحہ کا ذکر مطلق رکھا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مصافحہ مطلقاً جائز ہے خواہ بعدِ عصر ہی کیوں نہ ہو۔ اور لوگوں کا یہ کہنا کہ وہ بدعت ہے تو اس سے مراد بدعت مباحہ حسنہ ہے، جیساکہ امام نووی نے اذکار میں اور دوسرے علماء نے دوسری کتابوں میں افادہ فرمایا ہے ——— (م)

اصلاح و ایضاح میں ہے:

کُرِہَ تَقْبِیْلُ الرَّجُلِ وَعِنَاقُہٗ فِیْ اِزَارٍ وَاحِدٍ وَجَازَ مَعَ قَمِیْصٍ کَمُصَافَحَتِہٖ

مرد کو بوسہ دینا اور اس سے ایک ازار میں معانقہ کرنا مکروہ ہے اور کرتا پہن کر

معانقہ ہو تو جائز ہے۔ جیسے مصافحہ جائز ہے ــــ (م)

حدیقہ ندیہ میں ہے:

بَعْضُ الْمُتَاَخِّرِیْنَ مِنَ الْحَنَفِیَّۃِ صَرَّحَ بِالْکَرَاھَۃِ فِیْ ذٰلِکَ اِدِّعَاءً بِاَنَّہٗ بِدْعَۃٌ مَعَ اَنَّہٗ دَاخِلٌ فِیْ عُمُوْمِ سُنَّۃِ الْمُصَافَحَۃِ مُطْلَقًا۔

بعض متاخرین حنفیہ نے اس مصافحہ کے بدعت ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے اُسے صراحۃً مکروہ بتایا ہے۔ باوجودیکہ وہ مطلق مصافحہ کے عموم میں داخل ہو کر مسنون ہے ــــ (م)

مجمع البحار میں ہے:

ھِیَ مِنَ الْبِدَعِ الْمُبَاحَۃِ۔ یہ مصافحہ اُن بدعتوں سے ہے جو مباح ہیں (م)

آپ کی اسی ردالمحتار میں بعد نقل عبارت امام نووی ہے:

قَالَ الشَّیْخُ اَبُوالْحَسَنِ الْبَکْرِیُّ وَتَقْیِیْدُہٗ بِمَا بَعْدَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ عَلٰی عَادَۃٍ کَانَتْ فِیْ زَمَنِہٖ وَاِلَّا فَعَقِبَ الصَّلَوَاتِ کُلِّہَا کَذٰلِکَ ــــ کَذَا فِیْ رِسَالَۃِ الشُّرُنْبُلَالِیْ فِی الْمُصَافَحَۃِ وَنُقِلَ مِثْلُہٗ عَنِ الشَّمْسِ الْحَانُوْتِیْ وَاَنَّہٗ اَفْتٰی بِہٖ مُسْتَدِلًّا بِعُمُوْمِ النُّصُوْصِ الْوَارِدَۃِ فِیْ مَشْرُوْعِیَّتِہَا وَھُوَ الْمُوَافِقُ لِمَا ذَکَرَہُ الشَّارِحُ مِنْ اِطْلَاقِ الْمُتُوْنِ۔

شیخ ابوالحسن بکری فرماتے ہیں، امام نووی نے بعد فجر و عصر کی قید کے ساتھ مصافحہ کا ذکر اس لیئے فرمایا کہ ان کے زمانے میں یہی رائج تھا۔ ورنہ بعد فجر و عصر کی طرح تمام نمازوں کے بعد مصافحہ جائز ہے۔ یہی علامہ شرنبلالی کے اُس رسالہ میں ہے جو انھوں نے مصافحہ کے بارے میں لکھا ہے۔ اور اسی کے مثل علامہ شمس الدین حانوتی سے منقول ہے۔ انھوں نے جواز مصافحہ کے بارے میں وارد شدہ احادیث اور نصوص کے عموم سے استدلال فرماتے ہوئے اس مصافحہ کے بھی جائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔ اور یہی اس کے موافق ہے جو شارح (صاحب درمختار علاءالدین حصکفی) نے متونِ فقہ کا اطلاق ذکر کیا ہے۔ (م)

Marfat.com

شاہ ولی اللہ دہلوی مسوّیٰ میں کلام امام نووی نقل کر کے کہتے ہیں:

اقول وھکذا ینبغی ان یقال فی المصافحۃ یوم العید۔

میں کہتا ہوں جس طرح امام نووی نے مصافحہ بعد فجر وعصر کے جواز میں استدلال کیا ہے یہی استدلال مصافحۂ روز عید میں بھی جاری ہونا چاہیئے۔ (م)

اور بعض نسخ مسوّیٰ میں

والمعانقۃ یوم العید ایضاً بھی ہے۔

(یعنی روز عید کے معانقہ میں بھی یہ استدلال جاری ہونا چاہیے۔ م۔)

مناصحہ فی تحقیق مسائل المصافحہ میں تکملۂ شرح اربعین سے ہے:

لا وجہ لجواب ابن حجر الشافعی وقد سئل عن المصافحۃ بعد الصلوٰۃ فقال ھی بدعۃ۔ انتھی۔ لان حالۃ السلام حالۃ اللقاء لان المصلی لما احرم صار غائباً عن الناس مقبلاً علی اللہ تعالیٰ۔ فلما ادی حقہ قیل لہ: ارجع الی مصالحک وسلم علی اخوانک لقدومک عن غیبتک۔ ولذلک ینوی القوم بسلامہ کما ینوی الحفظۃ واذا سلم یندب لہ المصافحۃ او تسن کالسلام۔ کما اجاب شیخ الاسلام شیخ مشائخنا شمس الدین محمد بن سراج الدین الحانوتی وقد رفع لہ ھذا السؤال فقال نص العلماء علی ان المصافحۃ للمسلم لا للکافر مسنونۃ من غیر ان یقیدوھا بوقت دون وقت لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من صافح اخاہ المسلم وحرک یدہ تناثرت ذنوبہ ونزلت علیہما مائۃ رحمۃ تسعۃ وتسعون منہا لاسبقہما وواحدۃ لصاحبہ وقال ایضا ما من مسلمین یلتقیان فیتصافحان الا غفر لہما قبل ان یتفرقا فالحدیث الاول یقتضی مشروعیۃ المصافحۃ مطلقاً اعم من ان تکون

Marfat.com

عَقبَ الصَّلوٰاتِ الخمس وَالجُمُعَۃِ وَالعِیدَینِ اَوغَیرِ ذٰلِکَ ۔ لِاَنَّ النبیَّ صَلَّی اللّٰہُ تعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّمَ لَمْ یُقَیِّدْھا بِوَقتٍ دُوْنَ وَقتٍ والدلیلُ العامُّ عِندَ الحَنَفِیَّۃِ اِذالَمْ یَقَعْ فیہ تخصیصٌ منَ الادِلَّۃِ المُوجِبَۃِ للحکم قطعا، کالدّلیلِ الخاص وقالوا الدلیلُ العامُّ یُعَارِضُ الخاصَّ لِقُوَّتِہ ۔ والدلیلُ ھٰھنا عامٌ لِاَنَّ صیغۃَ "مَنْ" مِنْ صِیَغِ العُموم وکذا نُقِلَ عَن شیخِ مشائخنا العلامۃ المقدسی حدیثُ "مَنْ صافَحَ مُسلِمًا وَقَالَ عِندَ المُصَافحۃِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ لَمْ یَبْقَ مِنْ ذُنُوبِہ شَیءٌ" فَصِیغَتُہ ایضًا مِنْ صِیَغِ العُمُوم ذَکَرَہ الشُرُنبلالیّ فی رسالتِہ المُسَمَّاۃِ "بسعادۃِ اھلِ الاسلام"۔

علامہ ابن حجر شافعی نے مصافحہ بعد نماز سے متعلق جواب دیتے ہوئے اُسے بدعت کہا ہے۔ ان کے اس جواب کی کوئی قابلِ قبول وجہ نہیں، اس لئے کہ مصافحہ بعد نماز بھی مصافحۂ اوّلِ ملاقات ہے۔ کیوں کہ سلام نماز کی حالت، حالتِ ملاقات ہے۔ اس لئے کہ جب مُصلّی نے تحریمہ باندھ لیا تو وہ انسانوں سے غیر حاضر اور خدا کی طرف متوجہ ہوگیا، پھر جب حقّ اللہ کی ادائگی سے فارغ ہوا تو اس سے کہا گیا کہ اب اپنے کاموں اور مصالح کی طرف واپس ہو۔ اور اپنے مسلمان بھائیوں کو سلام کر، کیوں کہ تو اپنی غیر حاضری اور غیبت سے آرہا ہے۔ اسی لئے تو اپنے سلام میں وہ لوگوں کی بھی نیت کرے گا جیسے محافظ فرشتوں کی نیت کرے گا۔ اور جب سلام کیا تو معانقہ اس کے لیے مندوب یا مسنون ہے۔ جیسے سلام، اسی طرح شیخ الاسلام، ہمارے مشائخ کے شیخ شمس الدین محمد بن سراج الدین حانوتی نے جواب دیا ہے، اُن کے سامنے یہ سوال پیش کیا گیا تھا، تو انھوں نے فرمایا علماء نے کافر سے تو نہیں مگر مسلمان سے مصافحہ کو کسی خاص وقت کی کوئی قید لگائے بغیر مسنون ہونے

Marfat.com

پر نص فرمایا ہے، اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا، اور اپنے ہاتھ کو حرکت دی تو اس کے گناہ جھڑتے ہیں، اور دونوں پر کُل سَو رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ننانوے اس کے لئے جس نے مصافحہ میں سبقت و پیش قدمی کی، اور ایک اس کے دوسرے ساتھی کے لئے" ــــ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ "جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملتے پھر مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کی مغفرت ہو جاتی ہے"۔ پہلی حدیث کا مقتضیٰ ہے کہ مصافحہ مطلقاً جائز و مشروع ہو، خواہ نمازِ پنجگانہ، جمعہ اور عیدین کے بعد ہو یا کسی اور وقت ــــ اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مصافحہ کو کسی خاص وقت سے مقید نہ فرمایا اور حنفیہ کے نزدیک دلیلِ خاص کی طرح دلیلِ عام بھی قطعی طور پر حکم کو ثابت کرتی ہے بشرطیکہ عام میں کوئی تخصیص نہ ہوئی ہو بلکہ وہ تو اس کے قائل ہیں کہ دلیلِ عام اتنی قوی ہوتی ہے کہ دلیلِ خاص کے معارض اور اس پر ترجیح یافتہ ہوا کرتی ہے۔ اور یہاں دلیلِ مصافحہ بھی عام ہے۔ اس لئے کہ حدیث میں کلمۂ "مَن" ہے جو صیغِ عموم سے ہے۔ یوں ہی ہمارے شیخ المشائخ علامہ مقدسی سے یہ حدیث منقول ہے کہ جس نے کسی مسلمان سے مصافحہ کیا اور بوقتِ مصافحہ (درود شریف) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ، پڑھا تو اس کے گناہوں سے کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ اس حدیث کا صیغہ بھی عموم کا صیغہ ہے۔ اسے علامہ شرنبلالی نے اپنے رسالہ "سعادۃ الاسلام" میں ذکر کیا ہے۔ (م)

علامہ سید ابو السعود ازہری حاشیۂ کنز میں فرماتے ہیں:

فِیْ شَرْحِ الشِّهَابِ الشِّلْبِی وَمَا اعْتَادَهُ النَّاسُ بعدَ صلوٰةِ الصُّبحِ وَالعَصْرِ فلا اَصْلَ لَہٗ لٰکِنْ لا بَأسَ بِہٖ الخ

شہاب الدین شلبی کی شرح میں ہے نمازِ فجر و عصر کے بعد جو مصافحہ رائج ہے

Marfat.com

اس کی کوئی اصل نہیں۔ مگر اس میں کوئی حرج بھی نہیں۔ (م)

غنیہ حاشیہ غرر و درر باب صلوۃ العیدین میں ہے:

اَلْمُسْتَحَبُّ الْخُرُوْجُ ماشیا والرجوعُ من طریقٍ اٰخر والتَّهْنِئَۃُ بِتَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ لَاتُنْكَرُ كما فی البحر وكذا المصافحۃُ بل هی سُنَّۃٌ عقبَ الصّلوٰتِ كلها عِنْدَ كل لُقِیٍّ ولنا فیها رسالۃٌ سَمَّیْتُها "سَعَادَۃُ اَهْلِ الاسلام بالمصافحۃِ عقبَ الصّلوٰۃِ والسّلام".

عید کے دن عیدگاہ کو پیادہ جانا، اور دوسرے راستے سے واپس آنا یہی مستحب ہے، اور بہ الفاظ "تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ" (اللہ ہمارے تمہارے عمل قبول فرمائے) مبارک باد پیش کرنا کوئی منکر اور برا نہیں جیسا کہ بحرالرائق میں ہے۔ اسی طرح مصافحہ بھی، بلکہ وہ تو تمام نمازوں کے بعد ہر ملاقات کے وقت سنت ہے اور اس بارے میں "سعادۃ اھل الاسلام بالمصافحۃ عقب الصّلوٰۃ والسّلام" نامی ہمارا ایک رسالہ ہے۔ (م)

فتح اللہ المعین علی شرح العلامۃ الملا مسکین میں ہے:

مِنَ الْمُسْتَحَبِّ اِظْهَارُ الْفَرَحِ وَالْبَشَاشَۃِ (الٰی قوله) والتَّهْنِئَۃُ بِتَقَبَّلَ اللّٰهُ منّا ومنكم وكذا المصافحۃُ بل هی سُنَّۃٌ عَقِبَ الصّلوٰاتِ كُلِّهَا وَعِنْدَ كُلِّ لُقِیٍّ ــ شرنبلالیۃ ــ

عید کے دن مسرت وخندہ روئی ظاہر کرنا اور "تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ" (اللہ ہم، تم سے قبول فرمائے) کے ذریعہ مبارک باد دینا مستحب ہے۔ اسی طرح مصافحہ بھی بلکہ یہ تو تمام نمازوں کے بعد اور ہر ملاقات کے وقت سنت ہے۔ شرنبلالیہ۔ (م)

علامہ سید احمد طحطاوی حاشیہ نورالایضاح میں فرماتے ہیں:

كَذَا تُطْلَبُ الْمُصَافَحَۃُ فَهِیَ سُنَّۃٌ عَقِبَ الصَّلوٰاتِ كُلِّهَا۔

اسی طرح مصافحہ بھی مطلوب ہے بلکہ یہ تو تمام نمازوں کے بعد سنت ہے۔ (م)

Marfat.com

حاشیۂ درمختار میں فرمایا:

تُسْتَحَبُّ الْمُصَافَحَۃُ بَلْ ہِیَ سُنَّۃٌ عَقْبَ الصَّلَوَاتِ کُلِّہَا وَعِنْدَ کُلِّ لُقِیٍّ۔

ابوالسعود عن الشرنبلالیۃ۔

مصافحہ مستحب ہے بلکہ یہ تو تمام نمازوں کے بعد اور ہر ملاقات کے وقت سنت ہے۔

ابوالسعود از شرنبلالیہ۔ (م)

افسوس کہ دو عبارتیں جناب نے دیکھیں اور اتنی عبارات کثیرہ جو جناب کے خلاف تھیں نظر سے رہ گئیں۔ خیر مانا کہ اس میں اکثر کتب مطالعۂ سامی میں نہ آئی ہوں۔ آخر درمختار اور ردالمحتار تو پیشِ نظر تھیں۔ درمختار کی وہ عبارت ملاحظہ فرمائی ہوگی کہ مصافحۂ مذکورہ مباح ہے۔ ردالمحتار میں رسالۂ علامہ شرنبلالی کا کلام اور علامہ شمس الدین حانوتی کا فتویٰ دیکھا ہی ہوگا۔ سب جانے دیجئے، یہ فتواۓ لکھنؤ جو استناداً پیش فرمایا —— اسی میں یہیں یہ الفاظ موجود کہ "علماء اس باب میں مختلف ہیں بعض بدعت مباحہ کہتے ہیں اور بعض بدعت مکروہہ۔ مسئلۂ مصافحہ کا اختلافی ہونا پایا، یا نہیں، بہت واضح راہ تھی کہ ترجیح تلاش فرمائی جاتی، جو قول مرجح ملتا اسی پر عمل کرنا تھا۔ اگر جناب کی نظر ترجیح تک نہ پہنچی تو تنقیرے سنئے۔ علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

ہِیَ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ بِدْعَۃٌ عِنْدَنَا وَالْاَصَحُّ اَنَّہَا مُبَاحَۃٌ لِمَا فِیْہَا مِنَ الْاِشَارَۃِ اِلٰی اَنَّہٗ کَانَ قَدِمَ مِنْ غَیْبَۃٍ لِاَنَّہٗ کَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ یُنَاجِیْہِ نَافَہِمْ۔

یہ مصافحہ نماز کے بعد ہمارے نزدیک بدعت ہے۔ اور صحیح تر یہ ہے کہ مباح ہے کیوں کہ اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ کسی غیبت اور غیرحاضری کے بعد آیا ہے اس لئے کہ وہ اپنے رب کے حضور مصروفِ مناجات تھا۔ اسے سمجھو —— (م)

ملاحظہ فرمائیے کیسی صاف تصریح ہے کہ مصافحۂ مذکورہ کی اباحت ہی قولِ اصح ہے۔ پھر اگر بالفرض

یعنی سلام کر کے نماز کے بعد آنا ہے

Marfat.com

دوسری طرف بھی تصحیح پائی جاتی، تاہم یہی قول مرجح رہتا کہ خود بہ اقرارِ ردالمحتار "مذہب اباحت ہی موافقِ اطلاقِ متون ہے" اور خود انھیں کی تصریح ہے کہ "اختلافِ فتویٰ کے وقت اسی قول پر عمل اولیٰ جو اطلاقِ متون کے موافق ہو"۔

دو فتووں میں اختلاف ہو تو اطلاقِ متون کو ترجیح ہوگی۔

حَیْثُ قَالَ: قَدِ اخْتَلَفَ التَّصْحِیْحُ وَالْفَتْوٰی کَمَا رَأَیْتَ، وَالْعَمَلُ بِمَا وَافَقَ اِطْلَاقَ الْمُتُوْنِ اَوْلٰی —— بحر ——

انھوں نے یوں فرمایا: جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو تصحیح اور فتویٰ میں اختلاف ہوگیا، اور عمل اسی پر اولیٰ ہے جو اطلاقِ متون کے موافق ہو —— (م)

درمختار میں ہے:

عَلَی الْمُعْتَمَدِ لِاَنَّہٗ مَتَی اخْتَلَفَ التَّرْجِیْحُ رُجِّحَ اِطْلَاقُ الْمُتُوْنِ —— بحر ——

یہ حکم برِبنائے معتمد ہے، اس لئے کہ اختلافِ ترجیح کے وقت اطلاقِ متون ہی کو ترجیح ہے —— (م)

اور جب کہ ترجیح صرف اسی طرف ہے تو اب تو اس قول کا اختیار نقاہت سے بالکل برطرف ہے۔

درمختار میں ہے:

اَمَّا نَحْنُ فَعَلَیْنَا اتِّبَاعُ مَا رَجَّحُوْہُ وَصَحَّحُوْہُ۔

ہم عام مقلدین پر تو بس اسی کی پیروی کرنی ہے جسے ان بزرگوں نے راجح و صحیح قرار دے دیا —— (م)

جو راجح و صحیح قرار دیا گیا اسی کی پیروی کرنی ہے۔

اسی میں ہے:

اَلْحُکْمُ وَالْفُتْیَا بِالْقَوْلِ الْمَرْجُوْحِ جَھْلٌ وَخَرْقٌ لِلْاِجْمَاعِ

مرجوح قول پر حکم اور فتویٰ دینا جہالت اور اجماع کی مخالفت ہے —— (م)

قولِ مرجوح پر فتویٰ دینا جہالت اور خلافِ اجماع ہے۔

الحمد للہ اب حق بہ احسن وجوہ واضح ہوگیا۔ امید کرتا ہوں کہ جناب بھی اب تو مصافحۂ مذکورہ و معانقۂ عید کے جواز و اباحت پر فتویٰ دیں گے۔ اور اپنے تلامذہ کو ان امورِ جائزہ کے طعن و انکار سے باز رہنے کی ہدایت کریں گے۔ وَاللّٰہُ الْھَادِیْ وَوَلِیُّ الْاَیَادِیْ۔

Marfat.com

وِشاح الجید

ششم الحمد للہ کہ مِن تقریر میں مسئلۂ مصافحہ بعدِ صلوٰۃ بھی صاف ہوگیا۔ اور تعلیلات ثلثہ کا علیل ہونا بھی منکشف ہولیا۔ ثالث پر کلام تو صراحۃً گزرا اور اول کا جواب عبارت تکملۂ شرح اربعین و نسیم الریاض سے واضح ہوا کہ بعدِ ختم نماز ملنا بھی ابتدائے لقا ہے ___ ولہذا اُس وقت سلام مشروع ہوا تو مصافحہ کیوں نا مشروع ہونے لگا ___ رہی تعلیل دوم اس کے جواب کا اشارہ کلام فقیر میں گزرا کہ مشابہت صرف اُن تین صورتوں میں مذموم ہے ورنہ نہیں ___

تکمیلِ کلام اتنا اور سن لیجئے کہ کسی طائفہ باطلہ کی سنت جبھی تک لائق احتراز رہتی ہے کہ وہ ان کی سنت رہے اور جب اُن میں سے رواج اُٹھ گیا تو ان کی سنت ہونا بھی جاتا رہا ___ احتراز کیوں مطلوب ہوگا۔ مصافحہ بعدِ نماز اگر سنتِ روافض تھی تو اب ان میں رواج نہیں۔ نہ وہ جماعت سے نماز پڑھتے ہیں ___ نہ بعدِ نماز مصافحہ کرتے ہیں۔ بلکہ شاید اوّلِ لقا پر بھی مصافحہ ان کے یہاں نہ ہو کہ اِن اَعدائے سُنن کو سُنن سے کچھ کام ہی نہ رہا۔ تو ایسی حالت میں وہ علت سرے سے مُرتفع ہے۔

درِ مختار میں ہے:

یَجْعَلُہٗ لِبَطْنِ کَفِّہٖ فِیْ یَدِہِ الْیُسْرٰی، وَقِیْلَ اَلْیُمْنٰی اِلَّا اَنَّہٗ مِنْ شِعَارِ الرَّوَافِضِ فَیَجِبُ التَّحَرُّزُ عَنْہُ۔ قہستانی وغیرہ۔ قُلْتُ وَلَعَلَّہٗ کَانَ وَبَانَ فَتَبَصَّرْ۔

مرد انگوٹھی بائیں ہاتھ میں ہتھیلی کی طرف کرے، اور کہا گیا دائیں ہاتھ میں پہنے۔ مگر یہ رافضیوں کا شعار ہے۔ تو اس سے بچنا ضروری ہے۔ (قہستانی وغیرہ) میں نے کہا یہ کسی زمانے میں رہا ہوگا۔ پھر ختم ہوگیا۔ تو اس پر غور کرلو۔ (م)

ردالمحتار میں ہے:

اَیْ کَانَ ذٰلِکَ مِنْ شِعَارِھِمْ فِی الزَّمَنِ السَّابِقِ ثُمَّ انْفَصَلَ وَانْقَطَعَ فِیْ ھٰذِہِ الْاَزْمَانِ، فَلَا یُنْھٰی عَنْہُ کَیْفَمَا کَانَ،

یعنی وہ گزشتہ زمانے میں ان کا شعار تھا پھر اِن زمانوں میں نہ رہا اور ختم ہوگیا۔

یہ حکم اسی وقت تک قابل احتراز ہے جب تک ان کا شعار رہے۔

Marfat.com

تو اب اس سے ممانعت نہ ہوگی۔ جیسے بھی ہو۔ (م)
اب تو بحمداللہ سب شکوک کا ازالہ ہو گیا ـــ فَاحْفَظْ وَاحْمَدْ وَکُن مِّنَ الشَّاکِرِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ـــ [1]

ہفتم سخت افسوس کا مقام ہے کہ عبارتِ مرقات کی نقل میں بہت تقصیر واقع ہوئی۔ مرقات شریف میں اُس عبارت کے بعد یہ الفاظ تھے:

نَعَمْ، لَوْ دَخَلَ اَحَدٌ فِی الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ فِی الصَّلٰوۃِ اَوْ عَلٰی اِرَادَۃِ الشُّرُوْعِ فِیْہَا فَبَعْدَ الْفَرَاغِ لَوْ صَافَحَهُمْ لٰکِنْ بِشَرْطِ سَبْقِ السَّلَامِ عَلَی الْمُصَافَحَۃِ فَھٰذَا مِنْ جُمْلَۃِ الْمُصَافَحَۃِ الْمَسْنُوْنَۃِ بِلَا شُبْھَۃٍ۔

ہاں اگر کوئی مسجد میں داخل ہوا اور لوگ نماز میں ہیں یا نماز شروع کرنے والے ہیں، تو فارغ ہونے کے بعد اگر ان سے مصافحہ کرے بشرطیکہ مصافحہ سے پہلے سلام ہولے، تو بلاشبہہ یہ مصافحہ مسنونہ ہی میں شامل ہوگا ـــ (م)

ان میں صاف تصریح تھی کہ وہ کراہت صرف اس صورت میں ہے کہ لوگ نماز سے پہلے مل لئے، باتیں کر چکے، ملاقات ہوئی، اس وقت نہ مصافحہ ہوا نہ کچھ اور۔ اب بعدِ سلام آپس میں مصافحہ کرنے لگے اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ یہی وقت ابتدائے لقا کا ہو کہ یہ اُس وقت آیا کہ نماز شروع ہو گئی تھی۔ یا شروع کا ارادہ تھا، اب بعدِ سلام مصافحہ کرے تو یہ یقیناً مصافحہ مسنونہ ہے۔ کہ خاص اوّل لقا پر واقع ہوا۔ ظاہر ہے کہ جماعاتِ عید میں اکثر لوگوں کی باہم یہی حالت ہوتی ہے کہ بعدِ سلام ان کی لقا، اوّل لقا ہوتی ہے۔ تو مرقات کے طور پر بھی انھیں معانقہ سے اصلاً ممانعت نہیں ہو سکتی ـــ پھر معانقۂ عید شرکائے جماعتِ واحدہ ہی سے خاص نہیں بلکہ تمام احباب جنھوں نے مختلف مساجد میں نمازیں پڑھیں اُس دن بلکہ دوسرے دن تک اوّل ملاقات بعد الصلاۃ پر باہم معانقہ کرتے ہیں۔ یہ معانقے تو یقیناً ابتدائے لقا پر ہوتے ہیں جو عبارتِ مرقات سے بر سبیلِ قیاس جناب، اور عبارتِ فتاوائے لکھنؤ

---

[1] تو اسے یاد رکھو، اور حمد کرو، اور شکر گزار ہو۔ اور ساری تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ (م)

Marfat.com

سے صراحۃً ٹھیک موقع پر درست وبجا واقع ہیں ۔۔۔ حالانکہ مانعین زمانہ کا منع، مصافحہ بعد نماز اور معانقۂ عید دونوں میں سب صورتوں کو عام ومطلق، اور وہ آپ ہی کی عبارات مستندہ کی رُو سے باطل وناحق ۔۔۔ پس اگر انھیں عبارتوں پر عمل فرمائیے تو تصریح فرما دیجیے کہ نماز عید سے پہلے جو لوگ مل لیتے ہیں صرف وہ بعد نماز معانقہ نہ کریں، اور جو ہنوز نہیں ملے، انھیں معانقہ بلا کراہت جائز ومباح ہے۔ یوں ہی ایک دوسرے کے پاس جو ملنے جاتے یا راہ میں ملتے ہیں وہ بھی بلا تامل معانقہ کریں خواہ پیش از نماز یا بعد از نماز مل لئے ہوں یا نہ ملے ہوں کہ اس وقت تو ابتدائے لقا ہے۔ اِن سب صورتوں کا جواز آپ ہی کی مستندات سے ثابت۔ لاجرم آپ کو اس کی تصریح کرنی ہوگی۔ اس کے بعد دیکھئے کہ حضرات مانعین آپ کو کیا کہتے ہیں وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی جَھَالَاتِ الزَّمَانِ[1]۔

ہشتم اس سے زیادہ عجب تر یہ ہے کہ ان لفظوں کے متصل ہی مرقاۃ میں ایک تحقیق جلیل ونافع، خیالات مانعین پر سیف قاطع تھی، وہ بھی نقل میں نہ آئی۔ فرماتے ہیں:

وَمَعَ ھٰذَا اِذَا مَدَّ مُسْلِمٌ یَدَہٗ لِلْمُصَافَحَۃِ فَلَا یَنْبَغِی الْاِعْرَاضُ عَنْہُ بِجَذْبِ الْیَدِ لِمَا یَتَرَتَّبُ عَلَیْہِ مِنْ اَذًی یَزِیْدُ عَلٰی مُرَاعَاۃِ الْاَدَبِ فَحَاصِلُہٗ اَنَّ الْاِبْتِدَاءَ بِالْمُصَافَحَۃِ حِیْنَئِذٍ عَلَی الْوَجْہِ الْمَشْرُوْعِ، مَکْرُوْہٌ لَا الْمُجَابَذَۃُ وَاِنْ کَانَ قَدْ یُقَالُ فِیْہِ نَوْعُ مُعَاوَنَۃٍ عَلَی الْبِدْعَۃِ۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم۔

یعنی باآنکہ اس صورت خاصہ میں کہ ملاقات پیش از نماز کر چکیں، اور مصافحہ تحیت بعد نماز کریں۔ کراہت مانی جاتی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی مسلمان مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے تو ہاتھ نہ کھینچنا چاہیے۔ بلکہ مصافحہ کر لیا جائے۔ اگرچہ اسے معاونت بدعت کہا جائے۔ کہ اس حالت میں مصافحہ نہ کرنا صرف ایک ادب و اولی تھا، اور اب اس کے ترک میں مسلمان کی ایذا ہے کہ وہ تو ہاتھ بڑھائے اور

---

[1] اور اللہ ہی وہ ہے جس سے زمانے کی جہالتوں کے خلاف مدد طلبی ہے۔ (م)

Marfat.com

ہم ہاتھ کھینچ لیں، مسلمان کی خاطرداری اس ادب کی مُراعات پر مقدم ہے[1]۔ لہٰذا اس صورت میں کراہت نہیں بلکہ معانقہ کرنا ہی چاہیئے۔

مسلمان کی خاطر داری رعایت ادب پر مقدم ہے

لِلّٰہ انصاف! اس منصفانہ کلام کو مانعین زمانہ کے خیالات سے کتنا بُعد ہے۔ یہ حضرات تو خواہی نخواہی اپنی مشیخت بنانے، اور شہرت پیدا کرنے کے لئے جماعات مسلمین کی مخالفت کو ذریعۂ فخر و غایتِ تشرُّع سمجھے ہوئے ہیں۔ مگر علمائے محققین مسلمان کا دل رکھنے کو رعایت آدابِ ترکِ مکروہات پر بھی مقدم جانتے اور ان کے رسوم وعادات میں مخالفت کو مکروہ و باعثِ شہرت مانتے ہیں۔ ولہٰذا تصریح فرماتے ہیں کہ جب تک کوئی نہی صریح غیر قابلِ تاویل نہ آئی ہو عاداتِ اُناس میں موافقت ہی کرکے اُن کا دل خوش کیا چاہیئے۔ اگرچہ وہ فعل بدعت ہو عین العلم میں ارشاد ہوا:

مسلمانوں کے عادات و رسوم کی موافقت ہی کرنی چاہیے جب تک شرعی ممانعت نہ ہو اور ناجائز بات نہ ہو

اَلْاِیْنَاسُ بِالْمُسَاعَدَۃِ فِیْمَا لَمْ یُنْہَ عَنْہُ وَصَارَ مُعْتَادًا فِیْ عَصْرِہِمْ حَسَنٌ وَاِنْ کَانَ بِدْعَۃً۔

اُن امور میں لوگوں کی موافقت کرکے اُنھیں خوش کرنا اچھا ہے جن (امور) سے شریعت میں ممانعت نہیں ہے اور لوگوں کے عہد میں وہ رائج ہو چکے ہیں۔ خواہ وہ بدعت اور نوایجاد ہی ہوں۔ (م)

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرّہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں:

اَلْمُوَافَقَۃُ فِیْ ھٰذِہِ الْاُمُوْرِ مِنْ حُسْنِ الصُّحْبَۃِ وَالْعِشْرَۃِ اِذِ الْمُخَالَفَۃُ مُوْحِشَۃٌ وَلِکُلِّ قَوْمٍ رَسْمٌ لَابُدَّ مِنْ مُخَالَقَۃِ النَّاسِ بِاَخْلَاقِہِمْ کَمَا وَرَدَ فِی الْخَبَرِ لَاسِیَّمَا اِذَا کَانَتْ اَخْلَاقًا فِیْہَا حُسْنُ

---

[1] یعنی ادب و اولیٰ چھوڑنے سے مسلمان کی خاطرداری ہوتی ہے تو ادب و اولیٰ کی رعایت نہ کرے دلِ مسلم کی رعایت کرے۔ دلِ مسلم کو تکلیف پہنچانا اور اسے شکستہ کرنا ترکِ اولیٰ و مخالفتِ ادب سے زیادہ بُرا ہے۔ البتہ جہاں رعایتِ ادب و اولیٰ اور مومن کا پاسِ خاطر دونوں جمع ہو سکتے ہیں وہاں بلاشبہہ ترکِ ادب کا حکم نہیں۔ ہاں اگر کسی امر سے صراحۃً ممانعت آئی ہے تو محض مسلمان کی خاطرداری کے لئے اُس امرِ ممنوع کا ارتکاب نہ کرے۔ (م)

Marfat.com

العِشْرَۃِ وَالمجامَلَۃِ وتَطْیِیْبُ القَلْبِ بِالمساعَدَۃِ وقولُ القائل اِنّ ذٰلِکَ بِدْعَۃٌ لم یَکُنْ فِی الصَّحابَۃِ فَلَیْسَ کُلُّ مَا یُحْکَمُ بِاِبَاحَتِہٖ مَنْقُوْلاً عَنِ الصَّحابَۃِ رضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ وَاِنَّمَا المحذورُ بِدْعَۃٌ تُراغِمُ سُنَّۃً مَامُوْرًا بِہَا ولم یُنْقَلِ النَّہْیُ عَنْ شَیْءٍ مِنْ ھٰذا (الیٰ قولہ) وَکَذٰلِکَ سَائِرُ اَنْوَاعِ المسَاعَدَاتِ اِذَا قُصِدَ بِہَا تَطْیِیْبُ القَلْبِ وَ اصْطَلَحَ عَلَیْہَا جَمَاعَۃٌ فَلَا بَاْسَ بِمُسَاعَدَتِہِمْ عَلَیْہَا بَلِ الْاَحْسَنُ المساعَدَۃُ اِلَّا فِیْمَا وَرَدَ فِیْہِ نَھْیٌ لَّا یَقْبَلُ التَّاوِیْلَ ۔

یعنی ان امور میں لوگوں کی موافقت کرنی حسن صحبت اور معاشرت سے ہے اس لئے کہ مخالفت وحشت دلاتی ہے اور ہر قوم میں کچھ رسمیں ہوتی ہیں کہ ان میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے جیسا کہ حدیث میں اس کا حکم آیا خصوصًا وہ عادتیں جن میں حُسنِ معاشرت اور باہم اچھا برتاؤ اور موافقت کر کے دل خوش کرنا ہو اور کہنے والے کا کہنا کہ یہ بدعت ہے، صحابہ کے زمانے میں نہ تھا تو کیا جو کچھ مباح کہا جائے سب صحابہ سے ہی منقول ہوتا ہے، بُری تو وہ بدعت ہے جو کسی سنت مامور بہا کا رد کرے اور اس فعل سے شرع میں کہیں ممانعت نہ آئی، اسی طرح تمام مساعدت کی باتیں جب کہ ان سے دل خوش کرنا مقصود ہوا اور ایک گروہ کی رسم ہو گئی ہوں تو ان کی موافقت کرنا کچھ حرج نہیں بلکہ موافقت ہی بہتر ہے۔ مگر اس صورت میں کہ صاف نہی وارد ہو جو قابلِ تاویل نہ ہو۔

دیکھئے اطبائے قلوب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشادیہ ہیں .. اللہ عزوجل جسے نیک توفیق دے وہی ان نفیس الٰہی ہدایتوں پر عمل کرے۔ حضرات مانعین ان سے منزلوں دُور ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔

بالجملہ اگر آپ کو مرقات پر عمل ہے تو صاف تصریح فرما دیجئے کہ بعدِ عید شخص معانقے کو ہاتھ بڑھائے، اس سے انکار ہرگز نہ کیا جائے بلکہ فورًا معانقہ کرلیں۔ افسوس کہ مرقات

Marfat.com

سے سند لانا تو بالکل اُلٹا پڑا — مجھے جناب کی بزرگی سے امید ہے کہ شاید مرقاۃ شریف خود نہ ملاحظہ فرمائی ہو بلکہ مانعینِ زمانہ عبارات میں قطع و بُرید و سرقہ کے عادی ہیں کسی سارق نے آدھی عبارت کہیں نقل کر دی ہے۔ آپ نے اسی کے اعتماد پر استناد کر لیا۔ اب کہ پوری عبارت پر مطلع ہوئے ضرور حق کی طرف رجوع فرمائیے گا۔ واللہ الموفق۔

نہم ۔ بحمد اللہ ہماری تحقیقاتِ رائقہ سے آفتاب روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ معانقۂ عید کو بدعتِ مذمومہ سے کچھ علاقہ نہیں بلکہ وہ سنت و مباح کے اندر دائر ہے یعنی من حیث الاصل سنت اور من حیث الخصوص مباح، اور بہ قصدِ حسن محمود و مستحسن، تو ظاہر ہوا کہ عبارت ردالمحتار اذا تردد الحکم بین سنۃ و بدعۃ الخ[1] کو اس مسئلہ سے اصلاً تعلق نہیں کہ وہاں بدعت سے مراد بدعتِ مذمومہ ہے جب تو اس سے بچنے کے لیے سنت کا چھوڑنا تک گوارا کیا ورنہ بدعتِ مباحہ سے بچنا خود ہی مطلوب نہیں نہ کہ اس کے لیے سنت چھوڑ دینے کا حکم دیا جائے وَھٰذَا ظَاھِرٌ عَلٰی کُلِّ مَنْ لَہٗ حَظٌّ مِّنْ عَقْلٍ صَفِیٍّ[2]

دہم فتاوٰئے فقیر میں میاں اسمٰعیل دہلوی کی بھی عبارت تھی جس میں معانقۂ عید کے مستحسن ہونے کی صاف تصریح ہے اُس سے جناب نے کچھ تعرض نہ فرمایا بلکہ مجموعۂ فتاویٰ و عباراتِ ردالمحتار و مرقاۃ پیش فرمائیں۔ اس میں دو احتمال ہیں۔ ایک وہ طائفۂ مانعین جس کے خوگر ہیں یعنی صرف ہفواتِ باطلہ و خرافاتِ عاطلہ میں دہلوی مذکور کو امام اکبر مانتے ہیں اور جو باتیں وہ بہ سنت مناقضت جس کا اس کے یہاں حد سے زائد جوش و خروش ہے اصول و فروع طائفہ کے خلاف لکھتا ہے دیوار سے مارتے ہیں — دوم یہ کہ جناب کو اس سے کچھ کام نہیں جو کلام اس کا تصریحاتِ امثالِ مرقات و ردالمحتار حتی کہ مولوی صاحب لکھنوی کے خلاف ہو قابل قبول نہیں۔ اگر شقِ اخیر مختار ہے اور جناب کی انصاف پسندی سے یہی مامول تو صراحۃً اس کی تصریح فرما دیجئے کہ جو مسائلِ تقویۃ الایمان و صراط مستقیم و ایضاح الحق وغیرہا تصانیفِ شخصِ

---

[1] جب حکم کسی سنت و بدعت کے درمیان دائر ہو تو ترکِ سنت کو ارتکابِ بدعت پر ترجیح حاصل ہے۔ م۔

[2] یہ ہر اس شخص پر عیاں ہے جسے پسندیدہ اور خالص عقل سے کچھ حصہ ملا ہے۔ م۔

Marfat.com

مذکور مولانا علی قاری و علامہ شامی یہاں تک کہ مولوی صاحب لکھنوی اور ان کے امثال کی تصریحات سے رد ہوتے ہیں ان کا بطلان تسلیم فرماتے جائیے امید کرتا ہوں کہ بہت مسائل نزاعیہ جن میں جہلائے نعین کو بے حد شورو شغب ہے یوں باحسن وجوہ انفصال پائیں گے اور ہم اور آپ بتوفیقہ تعالیٰ مخص مذکور کی ضلالت عقائد و بطالت مکائد پر متفق ہو کر حق ناصح کے اعوان میں باہم مؤید و معاون یک دگر ہو جائیں گے ـــــ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ وَالْوُصُوْلُ اِلٰی سَوَاءِ الطَّرِیْقِ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ـــ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ[له] اٰمین۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد المصطفی النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

له اور اللہ ہی کی طرف سے توفیق اور سیدھی راہ تک رسائی ہے، اور ہماری آخری پکار یہ ہے کہ ساری تعریف اللہ کے لئے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور درود و سلام ہو رسولوں کے سردار محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل و اصحاب سب پر۔ خداوندا قبول فرما۔

Marfat.com

تلخیص عیدِ ثانی

رسالہ "وِشَاحُ الجِیدِ فِی تحلیلِ مُعَانَقَۃِ العِیدْ"

۱۲ ھ ۱۳

اعلیٰ حضرت نے پہلے معانقۂ عید کے جواز کا وہ فتویٰ دیا جو حصّہ اوّل (عیدِ اوّل) میں مرقوم ہے۔ اس میں اعلیٰ حضرت نے کتب فقہ کے حوالوں اور سولہ احادیث کریمہ سے معانقۂ عید کا جواز ثابت کیا، اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی بھی ایک عبارت معانقۂ عید کے جائز و مستحسن ہونے کے متعلق پیش کی۔ اس کے بعد بریلی کے ایک مولانا صاحب نے اُس فتوائے اعلیٰ حضرت کے مقابلہ میں مولانا عبدالحی صاحب فرنگی محلی کا ایک فتویٰ پیش کیا اور اپنی طرف سے کچھ عبارتیں حاشیہ مجموعۃ الفتاویٰ عبدالحی پر لکھ بھیجیں۔ مولانا فرنگی محلی کے فتوے میں یہ ہے کہ "مصافحہ و معانقۂ عید میں اختلافِ علماء ہے، ترک بہتر ہے"؛ حاشیہ پر بریلی کے مولوی صاحب کی درج کردہ عبارتوں میں یہ تین دلیلیں مذکور ہیں، جن سے موصوف نے معانقۂ عید کا عدم جواز ثابت کرنا چاہا ہے:

(۱) "مصافحہ کا موقع ابتدائے ملاقات ہے، نمازوں کے بعد نہیں۔"

(۲) یہ خاص "مصافحہ" روافض کا طریقہ ہے۔

(۳) صحابۂ کرام نے یہ خاص "مصافحہ" نہ کیا۔

ظاہر ہے ان دلیلوں میں صرف مصافحہ کا ذکر ہے، اِن سے معانقہ کا ناجائز ہونا ہرگز ثابت نہ ہوتا تھا۔ مگر اعلیٰ حضرت نے اثباتِ حق اور ابطالِ باطل کی خاطر ان باتوں کا دس انتالیس میں جواب لکھ بھیجا، جو تفصیلاً کتاب میں مذکور ہیں۔ یہاں آسانی کے لئے ان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

اوّل: مولانا فرنگی محلی کا مجموعۂ فتاویٰ میں نے مستند کب مانا کہ آپ اسے میرے مدلّل فتوے کے جواب میں پیش کر رہے ہیں اور اگر خود آپ اُسے سب کے لئے مستند سمجھتے ہیں تو اس کا مستند ہونا

Marfat.com

دلیل سے ثابت کرنا تھا۔

دوم :۔ جو مانعین معانقہ فتاوائے لکھنؤ سے استدلال کرتے ہیں وہ اسی مجموعۂ فتاویٰ کی اُن بہت ساری عبارتوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اُن کے مذہب کے خلاف ہیں بلکہ اُن کے مذہب کی جڑیں اکھاڑ پھینکنے والی ہیں۔ جیسے: اس مجموعۂ فتاویٰ میں بہت سی بدعتوں اور نوایجاد چیزوں کو جائز و مستحسن لکھا ہے شغل برزخ کو جائز بتایا ہے جب کہ یہ مذہب مانعین میں شرک ہے۔

سوم :۔ فتاوائے فرنگی محل میں معانقۂ عید سے متعلق صرف اتنا ہے کہ "اس کا نہ کرنا بہتر ہے"۔ اس حکم سے معانقۂ عید کا ناجائز ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ فقہاء کی عبارتوں سے ثابت ہے کہ ترک بہتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کرنا جائز ہے، ممنوع نہیں۔

چہارم :۔ حاشیہ پر رد المحتار اور مرقات کی نقل کردہ عبارتوں میں معانقۂ عید کا تو سرے سے ذکر ہی نہیں۔ پھر انھیں معانقۂ عید کی ممانعت کے ثبوت میں پیش کرنا ہی درست نہیں۔ اُن عبارتوں میں محض مصافحہ کا ذکر ہے۔ اور آپ مجتہد نہیں کہ ایک مسئلہ کو دوسرے پر قیاس کریں۔

اگر یہ کہیں کہ جو دلیلیں ممانعت مصافحہ میں ہیں وہی ممانعتِ معانقہ میں بھی جاری ہوں گی۔ تو ایسا بھی نہیں۔

(۱) پہلی دلیل :۔ "مصافحہ کا موقع ابتدائے ملاقات ہے" اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ "معانقہ" کا موقع بھی ابتدائے ملاقات ہے، معانقہ مثل مصافحہ نہیں۔ مثلِ تقبیل ہے بصورتِ جائزہ بوسہ دینے کا وقت جس طرح خاص نہیں یوں ہی معانقہ کا بھی وقت خاص نہیں۔ ہماری پیش کردہ متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابتدائے ملاقات کے علاوہ حالات میں بھی معانقہ کیا۔

(۲) دوسری دلیل (مصافحہ بعد فجر و عصر سنتِ روافض ہے) کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ "مصافحہ" کسی وقت کے رافضیوں نے ایجاد کیا اور ان کا شعارِ خاص رہا۔ اس وجہ سے اُس وقت کے علماء نے سنیوں کے لئے اُسے ناپسند رکھا تو اس سے معانقہ کا ناجائز ہونا بھلا کیسے ثابت ہوا۔

پہلے تو مصافحہ بعد فجر و عصر ہی کے بارے میں ثابت کیجیے کہ یہ رافضیوں کی ایجاد اور ان کا شعارِ خاص ہے ورنہ کوئی جائز کام کسی بد مذہب کے کرنے سے ناجائز یا مکروہ نہیں ہوسکتا

Marfat.com

لاکھوں باتیں ہیں جن کے کرنے میں سُنّی، رافضی، بلکہ مُسلم وکافر سب شریک ہیں کیا وہ صرف بدمذہبوں اور کافروں کی شرکت کی بنا پر ناجائز ہو جائیں گی۔ کتبِ معتبرہ سے ثابت ہے کہ بدمذہبوں سے مشابہت صرف تین صورتوں میں ممنوع ہے:- (۱) وہ امر خود شرعاً بُرا ہو (۲) اُس قوم کا شعارِ خاص ہو (۳) کرنے والے کو اُن سے مشابہت پیدا کرنی مقصود ہو۔ اگر یہ تینوں صورتیں نہیں ہیں تو مُمانعت بھی نہیں ہے۔

(۳) تیسری دلیل یہ کہ "یہ خاص مصافحہ صحابۂ کرام نے نہیں کیا" یہ بات معانقۂ عید میں بھی جاری ہو سکتی ہے مگر صحابۂ کرام کا محض نہ کرنا کسی امر کے ناجائز ہونے کی دلیل ہرگز نہیں آپ ہی کی مستند کتب مجموعۂ فتاوی لکھنوی، ردالمحتار، مرقات اور سیکڑوں معتبر کتابوں سے آپ کی اس دلیل کا باطل ہونا ثابت ہے۔ فقہائے کرام بہت امور کے متعلق صراحت کرتے ہیں کہ یہ بدعت ہیں زمانۂ صحابہ وتابعین میں نہ تھیں، مگر انھیں جائز و مستحب بلکہ بعض کو واجب بھی بتاتے ہیں اور بدعت صرف حرام ہی نہیں ہوتی بلکہ بہ تصریح فقہائے کرام حرام، مکروہ، واجب، مندوب، مباح، پانچ طرح کی ہوتی ہے۔

پنجم:- اگر جناب نے ممانعتِ مصافحہ سے متعلق ردالمحتار اور مرقات کی یہ عبارتیں دیکھیں تو سیکڑوں وہ عبارتیں بھی دیکھنی چاہیئے تھیں جن میں اسی مصافحہ بعدِ فجر وعصر بلکہ مصافحہ بعدِ نمازِ پنجگانہ کو جائز ومباح لکھا ہے۔ اور اختلافِ عبارات کی صورت میں ترجیح تلاش کرنی تھی، اگر ترجیح آپ کی نظر سے نہ گزری تو ہم بحوالۂ کتب بتاتے ہیں کہ اس مصافحہ کا جائز ہونا ہی راجح ہے۔ افسوس کہ آپ نے محض دو عبارتیں دیکھیں اور سیکڑوں عبارتیں نظرِ عالی سے رہ گئیں۔

ششم:- التماسِ پنجم کی تفصیلی بحث میں مصافحہ بعدِ نماز کا مسئلہ بھی صاف ہو گیا۔ اور آپ کی تینوں دلیلوں کا کمزور وعلیل ہونا بھی منکشف ہو گیا۔ تیسری دلیل (عدمِ فعلِ صحابہ) پر صراحۃً کلام گزرا۔ پہلی دلیل (مصافحہ ابتدائے لقا سے خاص ہے) اس کا جواب تکملہ شرح اربعین ونسیم الریاض سے واضح ہوا کہ بعدِ ختمِ نماز ملنا بھی ابتدائے لقا ہے کہ مُصلّی نماز کی حالت میں اپنے رب کے حضور حاضر اور مخلوق سے غائب تھا بعدِ سلام مخلوق کی طرف متوجہ

Marfat.com

ہوا، اب ملاقات ابتدائے ملاقات ہے۔ لہذا یہ مصافحہ ابتدائے ملاقات کا مصافحہ ہے۔
دوسری دلیل (مصافحہ سنت روافض ہے) اس کے متعلق گزرا کہ بدمذہبوں کی مشابہت صرف تین صورتوں میں بری ہے ورنہ نہیں۔ اتنا اور سن لیجئے کہ کسی باطل فرقہ کی سنت اسی وقت تک پرہیز کے قابل رہتی ہے جب تک ان کی سنت رہے ـــ اگر ان سے رواج اٹھ گیا تو اب وہ قابلِ پرہیز نہ رہی۔ مصافحہ بعدِ نماز کبھی سنت روافض رہا ہو اب نہیں۔ لہذا ممانعتِ مصافحہ کی اس علت کا اب سرے سے وجود ہی نہ رہا۔

ہفتم:۔ آپ نے عبارت مرقات بہت کم نقل کی ورنہ اسی عبارت کے بعد یہ حکم تھا کہ اگر قبلِ نماز ملاقات نہ ہوئی تو بعدِ نماز مصافحہ کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ مصافحہ سے پہلے سلام بھی کرے۔ اس عبارت کے پیشِ نظر معانقۂ عید میں بھی تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر قبلِ نماز ملاقات نہ ہوئی تو بعدِ نماز معانقہ کر سکتا ہے۔ لہذا اسی مرقات کے طور پر ثابت ہو جاتا ہے کہ مصافحہ و معانقہ اُن لوگوں کے لئے بالکل ممنوع نہیں۔ جنھوں نے قبلِ نماز باہم ملاقات نہ کی ہو۔

ہشتم:۔ اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اسی عبارت کے متصل، اسی مرقات میں مانعین کے مخالف ایک اور تحقیق جلیل و مفید تھی، جناب نے وہ بھی نقل نہ فرمائی۔ کہ "اگر قبلِ نماز باہم ملاقات ہو چکی ہے تو بعدِ نماز مصافحہ مکروہ ہونے کے باوجود اگر کوئی مسلمان مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے تو یہ اس سے ہاتھ نہ کھینچے بلکہ مصافحہ کر لے، کیونکہ ترکِ مصافحہ میں صرف ایک ادب و اولیٰ کی رعایت ہے اور ہاتھ کھینچ لینے میں دلِ مسلم کی ایذا، جس سے اجتناب رعایتِ ادب سے بڑھ کر ہے ـــ لہذا اس صورت میں کراہت نہیں" ـــ جو اذیت ترکِ مصافحہ سے ہوگی، ترکِ معانقہ سے بھی ہوگی، تو معانقہ میں بھی مرقات کا وہی حکم جاری ہوگا۔ اب اگر آپ کو مرقات پر عمل ہے تو صاف صاف کہہ دیجئے کہ بعدِ عید جو شخص معانقہ کے لئے ہاتھ بڑھائے اس سے انکار ہرگز نہ کیا جائے بلکہ فوراً معانقہ کریں۔

نہم:۔ ہماری ان تحقیقات سے روشن و واضح ہو گیا کہ معانقۂ عید کو بدعتِ مذمومہ سے کوئی تعلق نہیں ـــ بلکہ معانقۂ عید اپنی اصلیت کے لحاظ سے سنت، اور خصوصیت بعدِ عید کے لحاظ سے مباح ہے اور مباح کام نیک ارادے سے ہو تو مستحسن ہے۔

ردالمحتار کی عبارت آپ نے پیش کی تھی کہ جب کوئی حکم سنت و بدعت کے درمیان دائر ہو تو

Marfat.com

ترکِ سنت کو ارتکابِ بدعت پر ترجیح ہو گی ـــ اس کا جواب ہماری تحقیق سے ظاہر ہو گیا کہ اس عبارت کو معانقۂ عید سے کوئی تعلق نہیں کہ وہاں بدعت سے مراد بدعتِ مذمومہ ہے جب تو اُس سے بچنے کے لئے سنت کا چھوڑنا تک گوارا کیا ـــ ورنہ بدعتِ مباحہ سے بچنا خود ہی مطلوب نہیں، اس کے باعث بھلا کسی سنت کو چھوڑنے کا حکم کیوں ہوگا۔

الغرض جب معانقۂ عید کو بدعتِ سیئہ سے کوئی تعلق نہیں تو اس سے ممانعت کی بھی کوئی وجہ نہیں ـــ

دہم:۔ میرے فتوی میں میاں اسمٰعیل دہلوی کی بھی عبارت تھی جس میں معانقۂ عید کو صراحۃً مستحسن بتایا ہے آپ نے اس عبارت کو ہاتھ نہ لگایا، اس کی دو وجہیں ہوسکتی ہیں ـــ (۱) ایک تو یہ کہ حسبِ طرزِ مانعین صرف اس کی باطل و بے کار باتیں قابلِ قبول ہیں یعنی جو باتیں اُسی کے بنیادی اصول کے خلاف ہیں وہ بالکل ناقابلِ التفات ہیں ـــ (۲) دوسری وہ جس کی جناب سے امید ہے کہ اس کی عبارت سے آپ کو کچھ کام نہیں، اس کی جو بات مرقات، ردالمحتار وغیرہما بلکہ فتوائے مولوی لکھنوی کے خلاف ہو قابلِ قبول نہیں۔ اگر یہ مؤخرالذکر صورت ہے تو اس کی صراحت فرما دیجئے ـــ اس طرح بہت سے اختلافی مسائل کا نہایت خوبصورت طریقہ پر فیصلہ ہو جائے گا، اور شخصِ مذکور کی ضلالت و گمراہی کے فیصلے میں ہم اور آپ متفق ہو کر حقِ صریح کے اعلان میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہو جائیں گے وباللہ التوفیق والوصول الی سواء الطریق ـــ

کلامِ اعلیٰ حضرت ـــ تلخیص ـــ از ـــ محمد احمد اعظمی مصباحی

بھیرہ، ولید پور، اعظم گڑھ
۱۴ر شعبان ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۰ر جولائی ۱۹۷۹ء

Marfat.com

مراجع

رسالہ "وشاحُ الجید فی تحلیلِ مُعانقۃِ العید"

نمبر شمار	کتاب	مصنف	سالِ ولادت	سالِ وفات
۱	مُسند	امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی	۱۶۴ھ	۲۴۱ھ
۲	صحیح بخاری	ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری	۱۹۴ھ	۲۵۶ھ
۳	صحیح مسلم	ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری	۲۰۴ھ	۲۶۱ھ
۴	جامع ترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۰۹ھ	۲۷۹ھ
۵	سنن نسائی	ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی	۲۱۵ھ	۳۰۳ھ
۶	سنن ابوداؤد	ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی	۲۰۲ھ	۲۷۵ھ
۷	سنن ابن ماجہ	ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی	۲۰۹ھ	۲۷۳ھ
۸	المستدرک علی الصحیحین	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری	۳۲۱ھ	۴۰۵ھ
۹	معجم طبرانی کبیر	ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی	۲۶۰ھ	۳۶۰ھ
۱۰	مسند ابی یعلیٰ	محدث احمد بن علی ابویعلیٰ موصلی	۲۲۰ھ	۳۰۷ھ
۱۱	مسند الفردوس	شہردار بن شیرویہ دیلمی	۴۸۳ھ	۵۵۸ھ
۱۲	(تصنیف حدیث)	ابوجعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ عقیلی		۳۲۲ھ
۱۳	کتاب السنۃ	علامہ ابن شاہین (عمر بن احمد) بغدادی	۲۹۷ھ	۳۸۵ھ
۱۴	کتاب الاخوان	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن عبید معروف بہ ابن ابی الدنیا بغدادی	۲۰۸ھ	۲۸۱ھ
۱۵	نصائح	ابوبکر احمد بن علی معروف بہ خطیب بغدادی	۳۹۲ھ	۴۶۳ھ
۱۶	سیرت	عمر ابن محمد ملا		
۱۷	بہجۃ المجالس	ابن عبدربہ		

Marfat.com

۱۸	الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ	محب الدین احمد بن عبداللہ طبری	۶۱۵ھ	۶۹۴ھ
۱۹	شرف المصطفیٰ	حافظ ابوسعید عبدالملک نیشاپوری		۴۰۷ھ
۲۰	المد المعین شرح کتاب الاربعین	برہان الدین ابراہیم بن احمد خُجُندی	۷۷۹ھ	۸۵۱ھ
۲۱	فضائل صحابہ	ابونُعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی	۳۳۴ھ	۴۳۰ھ
۲۲	تاریخ ابن عساکر	ابوالقاسم علی بن ابی محمد حسن دمشقی معروف بابن عساکر	۴۹۹ھ	۵۷۱ھ
۲۳	مرقات شرح مشکوٰۃ	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی		۱۰۱۴ھ
۲۴	اشعۃ اللمعات	شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی بخاری	۹۵۸ھ	۱۰۵۲ھ
۲۵	مسوی شرح مؤطا	شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم محدث دہلوی	۱۱۱۴ھ	۱۱۷۶ھ
۲۶	تکملہ شرح اربعین	علامہ محمد آفندی		
۲۷	وقایہ	تاج الشریعہ محمود بن احمد بن عبیداللہ		
۲۸	نقایہ	صدر الشریعۃ الاصغر عبیداللہ بن مسعود انصاری		۷۴۷ھ
۲۹	کنز الدقائق	ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی		۷۱۰ھ
۳۰	غرر الاحکام (متن) ۔ درر الحکام (شرح) ماتن وشارح: ملا خسرو محمد بن فراموز			۸۸۵ھ
۳۱	کافی شرح وافی	ماتن وشارح ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی		۷۱۰ھ
۳۲	اصلاح (متن)	علامہ احمد بن سلیمان رومی معروف بہ ابن کمال پاشا		۹۴۰ھ
۳۳	ایضاح (شرح)	" " "		
۳۴	ہدایہ	برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی	۵۱۱ھ	۵۹۳ھ
۳۵	فتح القدیر	ابن الہمام کمال الدین محمد بن عبدالواحد	۷۸۸ھ	۸۶۱ھ
۳۶	در مختار	علاء الدین محمد بن علی حصکفی	۱۰۲۵ھ	۱۰۸۸ھ
۳۷	عنایہ	اکمل الدین محمد بابرتی	۷۱۳ھ (قریباً)	۷۸۶ھ

Marfat.com

۳۸	تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق	فخر الدین عثمان بن علی زیلعی		۷۴۳ھ
۳۹	شروح ہدایہ	(۴۰ تا ۴۷) وفتح القدیر وغنیہ		
۴۰	نہایہ	حسام الدین حسن بن علی سغناقی		۷۱۰ھ
۴۱	کفایہ	سید جلال الدین خوارزمی (تلمیذ صاحب نہایہ)		
۴۲	حمیدی (الفوائد)	حمید الدین علی بن محمد الضریر بخاری		۶۶۷ھ
۴۳	معراج الدرایہ	قوام الدین محمد بن محمد بن احمد بخاری کاکی		۷۴۹ھ
۴۴	نہایۃ الکفایہ	تاج الشریعہ عمر بن صدر الشریعۃ الاول احمد بن عبید اللہ محبوبی		۶۷۳ھ
۴۵	غایۃ البیان	قوام الدین امیر کاتب بن امیر عمر اتقانی	۶۸۵ھ	۷۵۸ھ
۴۶	بنایہ	بدر الدین محمود بن احمد عینی		۸۵۵ھ
۴۷	نتائج الافکار	زین الدین محمد آفندی		۹۱۳ھ
۴۸	شرح درر	شہاب الدین شلبی		
۴۹	البحر الرائق شرح کنز	زین العابدین بن ابراہیم معروف بہ ابن نجیم مصری	۹۲۶ھ	۹۷۰ھ
۵۰	خانیہ۔ فتاوی قاضی خاں۔ فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی			۵۹۲ھ
۵۱	عالمگیری۔ ہندیہ	باتنظام سلطان محمد اورنگ زیب عالمگیر	۱۰۲۷ھ	۱۱۴۴ھ
۵۲	جامع الرموز	شمس الدین محمد قہستانی		۹۵۳ھ (قریباً)
۵۳	نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض	شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی	۹۷۹ھ	۱۰۶۹ھ
۵۴	مجمع بحار الانوار	علامہ محمد طاہر فتنی احمد آبادی	۹۱۰ھ	۹۸۶ھ
۵۵	فتاوی حانوتی	امام شمس الدین محمد بن عمر بن امام سراج الدین حانوتی	۹۲۸ھ	۱۰۱۰ھ
۵۶	حاشیۂ دُرر	علامہ اسمٰعیل بن عبد الغنی بن اسمٰعیل بن احمد نابلسی	۱۰۱۷ھ	۱۰۶۲ھ
۵۷	رد المحتار (شامی)	سیدی محمد امین الدین بن عمر عابدین شامی	۱۱۹۸ھ	۱۲۵۲ھ

Marfat.com

۵۸	حاشیہ درمختار	سیّد احمد طحطاوی		۱۲۳۱ھ
۵۹	شرح کنز الدقائق فتح اللہ المعین	معین الدین ہروی معروف بہ ملا مسکین (حاشیۂ کنز و شرح مذکور) سیّد ابو السعود محمد ازہری آفندی	۸۹۸ھ	۹۸۲ھ
۶۰	غنیۃ ذوی الاحکام فی بغیۃ درر الحکام	ابو الاخلاص حسن بن عمار شرنبلالی (حاشیۂ درر)	۹۹۴ھ	۱۰۶۹ھ
۶۱	حاشیہ مراقی الفلاح	سیّد احمد طحطاوی		۱۲۳۱ھ
۶۲	حاشیہ کنز	علامہ سیّد ابو السعود محمد آفندی	۸۹۸ھ	۹۸۲ھ
۶۳	حاشیہ نور الایضاح	سیّد احمد طحطاوی		۱۲۲۱ھ
۶۴	مناصحہ	(فی تحقیق مسائل المصافحہ)		
۶۵	مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر	شیخی زادہ عبد الرحمٰن بن محمد بن سلیمان رومی شیخ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی		۱۰۸۸ھ ۹۵۶ھ
۶۶	شرح نقایہ	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی		۱۰۱۴ھ
۶۷	احیاء العلوم	حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد غزالی	۴۵۰ھ	۵۰۵ھ
۶۸	عین العلم			
۶۹	مطالب المومنین	مولانا بدر الدین لاہوری		
۷۰	رسالہ نذور	مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی	۱۷۸۱ء	۱۸۳۱ء

Marfat.com

Marfat.com

ہماری دیگر مطبوعات

اسلامیان ہند کا شاندار ماضی	شیر محمد گریوال
قرآن مجید کا نظریہ اخلاق	عبدالقیوم شفق ہزاروی
دس پیغمبرؑ	سید بشیر احمد سعدی سنگھڑوی
دس ولیؒ	سید بشیر احمد سعدی سنگھڑوی
دس فاتح	سید بشیر احمد سعدی سنگھڑوی
حضرت داتا گنج بخشؒ	سید بشیر احمد سعدی سنگھڑوی
معانقہ عید	اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی
شریعت و طریقت	اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی
اہمیت زکوٰۃ و فوائد صدقات	اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی
اراۃ الادب لفاضل النسب	اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی

اسلامک بک سروس ۴۰۔اے اردو بازار لاہور۔

Marfat.com

ہماری دیگر مطبوعات

اسلامیان ہند کا شاندار ماضی	شیر محمد گریوال
قرآن مجید کا نظریہ اخلاق	عبدالقیوم شفق ہزاروی
دس پیغمبرؑ	سید بشیر احمد سعدی سنگھڑوی
دس ولیؒ	سید بشیر احمد سعدی سنگھڑوی
دس فاتح	سید بشیر احمد سعدی سنگھڑوی
حضرت داتا گنج بخشؒ	سید بشیر احمد سعدی سنگھڑوی
معانقہ عید	اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی
شریعت و طریقت	اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی
اہمیت زکوٰۃ و فوائد صدقات	اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی
اراۃ الادب لفاضل النسب	اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی

اسلامک بک سروس ۴۰۔ اے اردو بازار لاہور۔

Marfat.com